www.novelsclubb.com
محبت یا سراب
اسما قادری
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

محبت یا سراب

از

اسما قادری

www.novelsclubb.com

اسما قادری

محبت یا سراب

digest novels lovers group ❤❤

ناولٹ

"مجھے محبت ہو گئی ہے۔"

سندس کی زبان سے نکلا یہ فقرہ میرے لیے اتنا حیرت انگیز تھا کہ چیونگم سے غبارہ بنانے کی کوشش میں سکیڑے میرے ہونٹ سکڑے ہی رہ گئے اور ہاتھ میں پکڑی آئس کریم پگھل پگھل کر بہنے لگی۔ چیونگم اور آئس کریم ایک ساتھ کھانے کا یہ عمل سندس برسوں کی دوستی میں ہزار بار پریکٹس کے بعد بھی نہیں سیکھ پائی تھی اور ہر بار ناکام ہو کر پوچھتی تھی۔

"مہرو! تم ایسا کیسے کر لیتی ہو؟" اور میں ہر بار اس کی حیرت پر ہنس پڑتی تھی۔ لیکن آج اس کے ایک چھوٹے سے فقرے نے مجھے حیرت کا وہ زوردار جھٹکا لگایا تھا کہ میں اپنی جگہ ساکت ہو گئی تھی۔

"اوفوہ! اب میں نے ایسا بھی کچھ نہیں کہہ دیا کہ تم حیرت سے بت ہی بن جاؤ۔" اس نے میرے ہاتھ سے آئس کریم لے کر قریبی ڈسٹ بن میں ڈالا اور اپنے ہاتھ میں تھاما ٹشو پیپر مجھے تھمایا۔

"کیا ہوا بھئی؟ دونوں سہیلیوں کو ایسی کیا خاص بات یاد آ گئی کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ یوں بیچ راستے میں جمی کھڑی ہو۔" سندس کی ممی جو میری مما کے ساتھ ہم دونوں کے پیچھے پیچھے ہی آ رہی تھیں ہم دونوں کو یوں کھڑے دیکھ کر پوچھنے لگیں۔

"کچھ نہیں ممی! بس ہم تھوڑا تھک گئے ہیں۔ سوچ رہے ہیں یہاں کسی بینچ پر بیٹھ جائیں۔" سندس نے گھبرا کر بہانہ بنایا اور میرا ہاتھ تھام کر قریبی بینچ تک لے گئی۔ ہفتے میں ایک آدھ دن ہم لوگ اپنے گھر کے قریب واقع اس پارک میں ضرور آتے تھے۔ میری مما اور سندس کی ممی میں بھی اچھی خاصی انڈراسٹینڈنگ تھی۔ اس لیے کبھی کبھار وہ بھی ہمارے ساتھ ہی ہوتی تھیں۔

"تم کیا کہہ رہی تھیں سندس۔" ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کرتے میں نے سندس سے پوچھا۔

"یہی کہ مجھے محبت ہو گئی ہے۔" سندس نے اپنی بات اطمینان سے دہرائی۔

"مگر کس سے؟" سندس سے پوچھتے میں خود اپنی

یادداشت پر بھی زور دے رہی تھی کہ سندس کے کزنز کی لسٹ میں کوئی ایسا چہرہ سامنے آجائے جس کے لیے سندس کا اتنا بڑا دعوا فٹ بیٹھ سکے۔

"زمان شاہ سے۔" سندس کے جواب نے مجھے باور کروایا کہ وہ اس کا کوئی کزن نہیں کیونکہ پڑوسی اور کلاس فیلو ہونے کے ناتے ہمارے اتنے قریبی مراسم تو تھے ہی کہ وہ میرے اور میں اس کے خاندان کے تقریباً" تمام افراد سے اچھی طرح واقف تھی۔

"کون ہے یہ زمان شاہ؟ پہیلیاں بجھوانے کے بجائے مجھے ساری بات کھل کر بتاؤ۔" مجھے حیرت کے ساتھ ساتھ تشویش نے بھی گھیر رکھا تھا کہ پتہ نہیں کون شخص ہے اور جانے کیسے سندس سے ٹکرایا۔ ورنہ میں اور وہ تو تقریباً" ہر جگہ ہی ساتھ ہوتے تھے۔

"سمیع بھائی کا دوست ہے۔ بہت امیر اور خوب صورت۔ سچ مہرو! میں نے اسے دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی۔" سندس نے آنکھیں میچ کر بتایا تو مجھے بھی تجسس ہونے لگا۔

"لیکن تم اس سے کہاں اور کیسے ملیں؟"

"تم سنو گی تو حیران رہ جاؤ گی۔ ہماری پہلی ملاقات اتنی فلمی سی ہے کہ اسے یاد کر کے ہم دونوں اب بھی ہنس پڑتے ہیں۔" سندس کی بات نے مجھے احساس دلایا کہ وہ زمان شاہ سے مسلسل رابطے میں ہے۔

"ابھی بس مہینہ بھر پہلے کی بات ہے۔ اتوار کا دن تھا کہ بیل بجی۔ انیلا نے دیکھا تو پتہ چلا سمیع بھائی کے دوست زمان شاہ ہیں۔ بھائی اس وقت نہا رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ان کے دوست کو ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا جائے۔ انیلا ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولنے اندر گئی۔ وہ صاحب انتظار میں سیڑھیوں کے پاس کھڑے تھے۔ اسی وقت میں کسی کام سے نیچے کی طرف آنے لگی۔ جلدی میں تھی۔ پاؤں پھسلا اور میں سیدھی ان کی بانہوں میں۔ بس سمجھو بڑے الوہی لمحے تھے ہم دونوں ہی کے دل کو کچھ ہوا۔ ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ مجھے چھوڑ کر اندر چلے گئے لیکن سمجھو' میرا دل بھی ساتھ ہی لے گئے۔ میں دو دن بڑی بے قرار رہی۔ رات رات بھر نیند ہی نہیں آتی تھی۔ بس ہر پل زمان شاہ کا چہرہ نظروں کے سامنے رہتا تھا۔ مگر دو دن بعد ان کا فون آیا تو جانا کہ وہ بھی میری طرح بے کل ہیں۔ بس جب سے ہم دونوں روزانہ رات کو جب سب سو جاتے ہیں تو فون پر بات کرتے ہیں۔"

سندس کی باتیں میری حیرت میں اضافہ کر رہی تھیں۔ مہینہ بھر سے وہ کسی کے عشق میں مبتلا تھی۔ اس سے چھپ چھپ کر باتیں کرتی تھی اور مجھے اس نے ہوا ہی نہیں لگنے دی تھی۔ کبھی میں نے اس کے بے وجہ مسکرانے یا کلاس میں بیٹھ کر جمائیاں لینے کا سبب پوچھا تو وہ مجھے ٹال گئی اور اب خود آرام سے بیٹھی اعتراف کر رہی تھی کہ وہ گوڈے گوڈے کسی کے عشق میں ڈوب چکی ہے۔

"جب پورے ایک مہینے سے تم نے یہ بات مجھ سے چھپا رکھی ہے تو اب بتانے کی کیا ضرورت تھی۔" یکدم ہی میں اس سے خفا ہو گئی۔

"پلیز مہرو! سوری یار! بس میں ڈر گئی تھی کہ تمہیں بتاؤں تو کہیں تم مجھے نصیحتیں نہ کرنا شروع کر دو۔ کیونکہ میں زمان کو چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔" اس نے فوراً" ہی مجھے منانا شروع کر دیا۔

"لیکن سندس! اس بات میں خطرہ تو ہے نا' پتہ نہیں وہ کیسا لڑکا ہو۔ ابھی ہم لوگ اتنے سمجھ دار تو نہیں ہوئے ناں کہ لوگوں کو پہچان سکیں۔" میں نے تشویش کا اظہار کیا۔

"وہ بہت اچھا ہے مہرو! اور سب سے بڑھ کر سمیع بھائی کا دوست ہے۔ سمیع بھائی خود اتنے اچھے ہیں۔ بھلا ان کی کسی خراب لڑکے سے دوستی کیسے ہو سکتی ہے۔"

سندس کی یہ دلیل واقعی جان دار تھی۔ سمیع بھائی واقعی بہت سوبر اور شائستہ مزاج تھے اور ان کے دوستوں سے بھی ایسی ہی امید رکھی جا سکتی تھی۔ مجھے کچھ کچھ اطمینان محسوس ہونے لگا۔

سندس مجھے آہستہ آہستہ اپنے اور زمان شاہ کے درمیان ہونے والی ٹیلیفونک گفتگو کی تفصیلات سنانے

تھی۔ جو میں پوری دلچسپی اور حیرت سے سن رہی تھی۔ محبت کی یہ بے قراریاں میں نے اب تک فلموں اور کہانیوں میں ہی دیکھی تھیں۔ اپنی سب سے قریبی دوست سے حقیقت میں یہ سب کچھ سننا بہت دلچسپ اور سنسنی خیز تھا۔

"سندس! ماہرہ! چلو گھر چلیں۔ کافی دیر ہو چکی ہے۔" مما کے آواز لگانے پر ہمیں اپنی گفتگو کا سلسلہ منقطع کرنا پڑا۔ مما کے ساتھ اپنے گھر میں داخل ہوتے مجھے لگا کہ میرے دل میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو رہی ہے۔

کیا؟ میں سمجھ نہیں سکی۔ کیونکہ میری ساڑھے سترہ سالہ زندگی میں اس کیفیت کو محسوس کرنے کا پہلا موقع تھا۔

☼ ☼ ☼

"کیا ہوا؟ بہت چپ چپ سی ہو۔ زمان سے کوئی جھگڑا ہو گیا ہے کیا؟" فری پیریڈ میں جیسے ہی موقع ملا، میں نے سندس سے پوچھا۔ صبح سے میں سندس کی سوجی ہوئی آنکھیں اور اترا اترا سا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ لیکن وین میں اور کلاس میں دوسری لڑکیوں کی موجودگی کے سبب کچھ بھی پوچھنے سے گریز کیا اور سندس تو جیسے میرے پوچھنے کی ہی منتظر تھی۔ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"یا اللہ خیر! نہ جانے کیا ہو گیا؟" میں نے بڑی مشکلوں سے اسے چپ کروایا۔

"زمان مجھ سے ناراض ہیں۔" ہچکیاں تھوڑی قابو میں آئیں تو سندس نے انکشاف کیا۔ میرا لرزتا دل بھی تھوڑا سنبھلا۔ تجربہ نہیں تھا لیکن اس بات سے تو میں بھی واقف تھی کہ محبت میں روٹھنے اور منانے کے مراحل آتے ہی رہتے ہیں۔

"وہ ناراض ہیں تو تم منالو۔" میں نے مشورہ دیا۔

"وہ مجھ سے بات ہی نہیں کر رہے تو مناؤں کیسے۔ پرسوں ناراض ہو کر فون بند کیا تھا اور کل ان کا فون آیا ہی نہیں۔ میں ساری رات ٹرائی کرتی رہی لیکن انہوں نے فون نہیں اٹھایا۔" اس کی سسکیاں اب بھی جاری تھیں۔

"مگر وہ تم سے ناراض کیوں ہیں؟" آخر مجھے یہ اہم سوال کرنے کا خیال آ ہی گیا۔

"وہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ پرسوں انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں کالج کی چھٹی ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے آؤں گا۔ تم کلاس بنک کر کے گیٹ پر آ جانا لیکن میری ہمت ہی نہیں ہوئی۔ بس وہ ناراض ہو گئے کہ تمہیں مجھ پر اعتماد ہی نہیں۔" سندس نے جو تفصیلات بتائیں۔ وہ خاصی تشویش ناک تھیں یوں کالج سے نکل کر زمان شاہ کے ساتھ جانے میں کئی خطرات تھے۔ اول کالج میں بدنامی ہوتی۔ دوم اگر باہر کوئی ان دونوں کو ساتھ دیکھ لیتا تو بھی اس کی خیر نہیں تھی۔ ایسے میں، میں رونے کے لیے اسے اپنا کندھا پیش کرنے کے سوا بھلا کیا مدد کر سکتی تھی۔

دو دن سندس کی آہ و فغاں سنتے بڑی مشکل سے کٹے۔ سندس اپنی ابتر ہوتی حالت کو طبیعت کی خرابی کا بہانہ بنا کر گھر والوں کو ٹالتی رہی۔ تیسرے دن سچ مچ اسے شدید بخار ہو چکا تھا۔

میں اس کی واحد رازداں اور ہمدرد ہونے کے ناتے عجیب مشکل کا شکار تھی۔ کبھی اسے تسلیاں دیتی کہ زمان شاہ کی ناراضی جلد ختم ہو جائے گی، کبھی اس کے آنسو پونچھتی اور جو کچھ نہیں بن پڑتا تو خود بھی اس کے ساتھ مل کر آنسو بہانے لگتی۔ سندس میری اتنی قریبی دوست تھی کہ اس کی ہر تکلیف مجھے اپنے دل میں محسوس ہوتی۔ اسی دوستی کے ناتے میں نے بالآخر خود زمان شاہ سے بات کرنے فیصلہ کیا اور سندس سے اس کا فون نمبر لے کر اپنے گھر چلی آئی۔ سندس کی کال تو وہ سی ایل آئی پر نمبر دیکھ کر ریسیو ہی نہیں کرتا تھا۔

"وہ ہیلو جی! السلام علیکم مجھے زمان شاہ سے بات کرنی ہے۔" مما اور پپا کے سونے کے بعد میں لاؤنج سے فون اٹھا کر اپنے کمرے میں لے آئی تھی اور اپنے سے پانچ سال چھوٹی ماہرہ کے جاگ جانے کے خطرے کے پیش نظر دھیمی آواز میں بات کر رہی تھی۔

"جی، میں زمان شاہ ہی بات کر رہا ہوں۔ آپ کون؟"
دوسری طرف سے سنائی دینے والا ٹھہرا ٹھہرا گمبھیر لہجہ واقعی دل کو چھو لینے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ میں نے بے ساختہ سندس کی دیوانگی کو حق بجانب قرار دیا۔

"میں سندس کی بیسٹ فرینڈ مہپرہ بات کر رہی ہوں۔" گلا صاف کرتے میں نے اپنا تعارف کروایا۔

"جی مہپرہ صاحبہ! کیسی ہیں آپ کی وہ سنگ دل دوست۔ ہمیں محبت کی راہ پر لگا کر اب ساتھ نبھانے سے انکاری۔ کوئی ان کی یاد میں تڑپ تڑپ کر جان دے دے۔ وہ اپنے اصولوں سے نہیں ہٹیں گی۔" اس کی آواز میں غصہ اور دکھ دونوں ہی تھے۔ مجھ کو یکدم ہی اس سے ہمدردی ہونے لگی۔

"جیسا آپ سوچ رہے ہیں، ویسی بات نہیں زمان صاحب! لیکن لڑکیوں کے لیے مسئلہ ہوتا ہے۔ اس طرح گھر والوں سے چھپ کر کہیں آنا جانا۔ سندس بھی بس اسی لیے آپ کی فرمائش پوری نہیں کر سکی مگر دیکھیں، آپ بھی تو جواب میں میری دوست پر کتنا ظلم کر رہے ہیں۔ اپنی آواز تک کو ترسا دیا ہے آپ نے بے چاری کو۔ رو رو کر اس نے اپنا حشر خراب کر لیا ہے کل سے بخار میں مبتلا ہے۔ لیکن یقین جانیں، اب بھی ٹیلیفون کے ارد گرد ہی منڈلا رہی ہو گی۔" میں اپنی دوست کی بھرپور وکالت کر رہی تھی۔

"سوری مہپرہ! مجھے اندازہ نہیں تھا کہ سندس اتنا اثر لے گی۔ لیکن یقین کریں۔ میں بھی بہت ہرٹ ہوا ہوں اس کے انکار سے۔"

"چلیں جو ہو گیا سو ہو گیا لیکن اب آپ اسے فون کریں۔ آپس میں بات کریں گے تو ہی سارے گلے شکوے دور ہوں گے۔" میں بڑی مدبرانہ اسے سمجھا رہی تھی۔

"جی ضرور۔ اب تو رہا بھی نہیں جائے گا مجھ سے۔ لیکن ایک وعدہ کرنا ہو گا آپ کو۔" اس کی خوب صورت آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"وہ کیا؟"

"جیسے آپ اپنی دوست کی وکالت کر رہی ہیں، ایسے ہی اس کے سامنے میرے لیے بھی سفارش کرنی ہو گی۔ سندس سے ایک چھوٹی سی ملاقات کروا دیں، ساری عمر آپ کو دعائیں دوں گا۔" اس کی فرمائش پر میں تذبذب کا شکار ہو گئی۔

"پلیز مہپرہ!" بالآخر اس کا ملتجی لہجہ اس کی بے قراری نے مجھے اس سے وعدہ کرنے پر مجبور کر ہی دیا۔
ریسیور کریڈل پر رکھ کر میں ٹیلیفون سیٹ خاموشی سے لاؤنج میں رکھ آئی۔ لیکن بستر پر کافی دیر تک کروٹیں بدلنے کے بعد بھی نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ بار بار زمان شاہ کی خوب صورت آواز، ٹھہرا ہوا لہجہ کانوں میں گونجنے لگتا اور میں سوچتی کہ وہ اس وقت سندس سے کیا باتیں کر رہا ہو گا۔
رات کے اس پہر جب سب لوگ سکون سے سو رہے ہیں، دو پیار کرنے والے آپس میں کیا راز و نیاز کر رہے ہوں گے۔ میں اپنے بستر پر لیٹے لیٹے زمان شاہ کی سرگوشیوں اور سندس کے دہکتے گالوں کی سرخی کو محسوس کر سکتی تھی۔ مجھ پر اس روز پارک میں طاری ہونے والی کیفیت ایک بار پھر چھانے لگی۔ اس روز میں اپنی کیفیت کو سمجھ نہیں پائی تھی لیکن اب جیسے یہ کوئی ادراک کا لمحہ تھا۔ ایک خواہش نے میرے دل میں چٹکی لی تھی۔

"کوئی ہو جو سندس کی طرح مجھے بھی چاہے۔"
چاہے جانے کا احساس کتنا خوب صورت ہوتا ہے۔ میں سندس کی آنکھوں میں اترتے خمار سے بخوبی جان سکتی تھی۔

"کیا کوئی کہیں ہو گا جو زمان شاہ کی طرح میرے لیے اپنی راتوں کی نیندیں قربان کر سکتا ہو۔" میں کچھ بے چین سی ہو کر اٹھ کر آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور ٹیوب لائٹ آن کر دی۔ سندس جیسا ہوشربا حسن نہ سہی لیکن میں کوئی ایسی گئی گزری بھی نہ تھی۔ گندمی رنگت، سیاہ آنکھیں، بھرے بھرے ہونٹ، مناسب ناک، میں خود کو پاسنگ مارکس دے ہی رہی تھی کہ ماہرہ کی نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"آپی! لائٹ تو بند کر دیں۔ روشنی آنکھوں میں

چبھ رہی ہے۔" میں ہڑبڑا کر آئینے کے سامنے سے ہٹی اور لائٹ آف کر کے بستر پر واپس آ گئی۔ محبت سندس کو ہوئی تھی اور نیندیں میری اڑی جا رہی تھیں۔

☼ ☼ ☼

"ہو گئی زمان شاہ سے ناراضی ختم؟" صبح کالج وین کے انتظار میں' میں گیٹ پر کھڑی تھی کہ سندس بھی چلی آئی۔ اس کے چہرے پر چھائی خوشی اتنی واضح تھی کہ میں نے بے ساختہ ہی اسے چھیڑا۔

"ہوں اور اس کا سارا کریڈٹ تمہیں جاتا ہے۔ زمان بہت تعریف کر رہے تھے تمہاری۔ انہوں نے تمہارے لیے اسپیشل تھینکس کہلوایا ہے۔" وہ میرے گلے لگ گئی۔

"کیا بات ہے۔ صبح صبح بڑا پیار آ رہا ہے دوست پر۔" مما جو مجھے اللہ حافظ کہنے باہر نکلی تھیں' پوچھنے لگیں۔

"ارے آنٹی! یہ تو ہے ہی اتنی پیاری کہ اسے ہر وقت پیار کیا جائے۔" سندس چہکی۔ اسی وقت ہماری وین آ گئی اور ہم دونوں مما کو اللہ حافظ کہتے وین میں سوار ہو گئے۔ وین میں چونکہ دوسری لڑکیاں بھی ہوتی تھیں' اس لیے ہم زمان شاہ والے موضوع کو ڈسکس کرنے سے احتراز کرتے تھے۔

"مہرو! آج زمان مجھے لینے آئیں گے۔ پلیز تم میرے ساتھ گیٹ تک چلی چلنا۔" تیسرے پیریڈ میں لیب کی طرف جاتے سندس نے مجھ سے کہا۔

"جب تمہیں اس کی بات ماننی ہی تھی تو اتنی ضد بحث کیوں کی تھی؟"

"بس یار! پہلے اندازہ نہیں تھا لیکن اب یقین ہو گیا ہے کہ زمان شاہ کی ناراضی سہنا میرے بس کی بات نہیں اور وہ خود کیا کریں۔ وہ بھی تو دل کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ ان کا دل چاہتا ہے مجھے دیکھنے' میرے سامنے بیٹھ کر باتیں کرنے کو۔" یہ یقین یقیناً" اسے زمان شاہ نے دلایا تھا۔

لیب میں جتنی دیر پریکٹیکل ہوتا رہا۔ سندس بار بار

ایک خبطی سی لڑکی کی کہانی
وہ خبطی سی دیوانی سی
آسیہ سلیم قریشی کا ایک ایسا ناول جو خواتین ڈائجسٹ میں قسط وار چھپا اور بے حد مقبول ہوا' آج بھی ہر لڑکی' ہر خاتون یہ ناول پڑھنا چاہتی ہے'
اب کتابی صورت میں چھپ گیا ہے
مجلد' خوبصورت سرورق' قیمت 400 روپے
خواتین ڈائجسٹ
اردو بازار کراچی
ملنے کا پتا
• مکتبہ عمران ڈائجسٹ' اردو بازار کراچی
• لاجور اکیڈمی' 205 سرکلر روڈ
بیرون اردو بازار' لاہور

اپنی کلائی پر بندھی گھڑی میں ٹائم دیکھتی رہی۔

"جلدی کرو نا مہرو! کہیں دیر نہ ہو جائے۔ اگر تمہارا یہی حال رہا تو کر چکے ہم بی ایس سی پہلے سال میں ہی شاندار طریقے سے فیل ہو کر اپنے گھر والوں کی جوتیاں کھائیں گے۔ تمہارے زخموں پر تو چلو تمہارا زمان شاہ اپنی میٹھی میٹھی باتوں سے مرہم رکھ دے گا مگر مجھ غریب کا کیا ہو گا۔" میں کچھ چڑی اور کچھ اسے چھیڑا لیکن وہ برا مانے بغیر کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔

"چلو مرو۔" اس نے تو کسی چیز کو ہاتھ ہی نہ لگایا تھا۔ اس لیے اطمینان سے کھڑی تھی۔ میں جا کر صابن سے ہاتھ دھو کر آئی اور اسے باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔ پریکٹیکل کے اوقات میں یہ آسانی تھی کہ جو اسٹوڈنٹ جب اپنے کام سے فارغ ہو جائے اپنی مرضی سے لیب چھوڑ کر جا سکتا تھا۔

"وہ رہے زمان۔" گیٹ پر پہنچتے ہی سندس سیاہ کرولا سے ٹیک لگائے کھڑے شخص کو دیکھ کر خوشی سے چیخی۔

میں نے نظر اٹھا کر جائزہ لیا۔ وہ بالکل ویسا ہی تھا جیسا اس کی آواز سن کر میں نے تصور قائم کیا تھا۔ لمبا قد' گوری رنگت' ورزشی جسم' سلیقے سے جمے بال' تیکھے نین نقش اور گھنی مونچھیں کھڑے ہونے کے انداز میں ایک خاص قسم کا اعتماد جو اس کی کلاس کے شاید ہر فرد میں قدرتی طور پر ہی بیدار ہو جاتا ہے۔ عمر یہی کوئی پچیس چھبیس کے درمیان ہو گی۔ اس اعتبار سے وہ سندس سے کوئی سات آٹھ سال تو بڑا تھا ہی۔

"چلو' تمہیں زمان سے ملواؤں۔" سندس نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچنا چاہا۔

"نہیں سندس! تم جاؤ' میں پھر کبھی مل لوں گی۔" میں گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی۔

پتہ نہیں ارد گرد موجود لڑکیاں یوں ایک اجنبی کے ساتھ جانے پر کیا کیا باتیں بنائیں۔ سندس فی الحال ایسے ہر خوف سے آزاد تھی۔ شاید محبت ایسے ہی انسان کو بہادر بنا دیتی ہے۔ میں زمان شاہ کے قریب کھڑی نازک سی سندس کو دیکھ کر سوچ رہی تھی۔ پہلے جب سندس نے بتایا تھا کہ زمان شاہ عمر میں سمیع بھائی سے بڑا ہے کیونکہ وہ ایم بی اے کرنے کے بعد ایک سال کا گیپ دے کر اکنامکس میں ایم اے کر رہا ہے تو میں اس کے اور سندس کے درمیان موجود عمروں کے فرق پر کچھ الجھی تھی لیکن زمان شاہ سے بات کرنے اور اب دیکھنے کے بعد یہ فرق اچھا لگ رہا تھا۔ نازک سی سندس اور مضبوط اور میچور سے زمان شاہ کا کپل بڑا آئیڈیل' بڑا پیارا محسوس ہو رہا تھا۔

زمان شاہ نے فرنٹ ڈور کھول کر پہلے سندس کو گاڑی میں بٹھایا اور پھر خود گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ والی طرف پہنچا۔ ڈور کھول کر گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے اس نے میری طرف دیکھتے اپنا بایاں بازو ہلایا۔ میں جواباً تھوڑا سا مسکرا کر گیٹ کے اندر ہو گئی۔

"سندس کس کے ساتھ گئی ہے۔ وہ تو تمہارے ساتھ وین میں جاتی ہے ناں؟" ہماری کلاس فیلو نرگس متین نے آگے بڑھتی کرولا کی طرف دیکھتے معنی خیزی سے پوچھا۔

"سندس کو آج گھر جلدی پہنچنا تھا' اس لیے اس کی امی نے اس کے کزن کو لینے بھیج دیا۔ میں کلاسز ختم ہونے کے بعد وین سے جاؤں گی۔" نہ چاہتے ہوئے بھی میں نے نرمی سے نرگس کو جواب دیا ورنہ وہ بات کا بتنگڑ بنا کر ہر طرف پھیلا دیتی۔

☼ ☼ ☼

"آپی! پلیز مجھے یہ پرابلم سولو کروا دیں ناں۔" ماہرہ کی التجا سے بے نیاز میں نے جلدی جلدی بالوں میں برش کیا اور دوپٹہ شانوں پر ڈال کر سندس کی طرف جانے کے لیے پر تولنے لگی۔ زمان شاہ اور اس کی ملاقات کی روداد سننے کو دل مچلا جا رہا تھا۔

"مہرو! کچھ خیال ہے چھوٹی بہن کا۔ وہ تم سے کچھ کہہ رہی ہے اور تم ہو کہ کانوں میں روئی ٹھونسے اپنی کرنے میں لگی ہو۔" مما کی آواز نے میرے باہر کی طرف بڑھتے قدموں کو روکا۔

"میرا کل ٹیسٹ ہے مما! مجھے سندس کے ساتھ مل کر تیاری کرنا ہے۔" میں کسی طور بھی رکنے کو تیار نہیں تھی۔

"پانچ منٹ میں تمہارا کوئی عظیم نقصان نہیں ہو جائے گا۔ پوری دوپہر سو کر گزاری' تب ٹیسٹ کا خیال نہیں آیا۔ اب چھوٹی بہن کو پانچ منٹ بھی دیتے دم نکل رہا ہے۔" مما کے غصے پر چاروناچار مجھے واپس پلٹنا ہی پڑا۔ ماہرہ کو پرابلم سولو کرواتے میرا خون بری طرح کھول رہا تھا۔

"میں دیکھ رہی ہوں تم دن بدن بہت لاپروا ہوتی جا رہی ہو۔ بس کل سے چاہے آندھی آئے یا طوفان' تمہیں رات کی روٹیاں پابندی سے بنانی ہوں گی۔" مما نے ایک اور نادر شاہی حکم سنایا۔

"کیا ہوا' غصے میں لگ رہی ہو؟" میں ماہرہ کو نمٹا کر سندس کے پاس پہنچی تو اس نے میرے چہرے کی سرخی سے میرے مزاج کا اندازہ لگایا۔ میں تو پہلے ہی جلی بیٹھی تھی۔ مما کے جابرانہ حکم کو بڑی دل سوزی سے سنایا۔

"اف! ایک تو ہماری کلاس میں لڑکیوں کے ساتھ یہ بڑا مسئلہ ہے۔ اماؤں کا بس نہیں چلتا کسی ہوٹل کا شیف بننے جتنی ٹریننگ دے دیں۔ کل ممی بھی مجھے زبردستی کچن میں لے گئی تھیں کہ موتیوں کا میٹھا بنانا سیکھ لو گھی گرم کرتے ہوئے اچھل کر ہاتھ پر آ گیا۔ آج زمان نے ہاتھ دیکھا تو صاف کہہ دیا کہ تمہیں ان بکھیڑوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ میرے گھر چار چار خانساماں ہیں۔ چھ چھ گھنٹے کی ڈیوٹی کرتے ہیں۔ آل ٹائم سروس کے لیے چاق و چوبند ہوتے ہیں۔ تمہیں صرف زبان سے حکم دینا ہو گا۔ دنیا کی ہر ڈش ان ٹائم تیار ملے گی۔ پھر تمہیں کیا ضرورت ہے کہ تم اپنی خوب صورت اسکن کو برباد کرو۔"

وہاں اپنے چاہے جانے کا (وہ بھی کروڑوں کے مالک شخص کی طرف سے) بھرپور فخر بول رہا تھا۔ میں جو بڑے اشتیاق سے اس کی زمان شاہ سے ملاقات کا حال جاننے آئی تھی' چپ کی چپ رہ گئی۔

☆ ☆ ☆

"بہت شاندار بھئی' بہت اچھا کھانا بنایا ہے میری بھتیجی نے۔ ماشاءاللہ سمجھ دار ہوتی جا رہی ہے۔" میں بڑے فخر سے گردن اٹھائے پھپھو کے تعریفی کلمات سن رہی تھی۔ یہ کھانا جس کی تعریف میں پھپھو رطب اللسان تھیں۔ میں نے مما کی بے اعتنائی پر کلستے بڑی مجبوری کے عالم میں بنایا تھا۔ پھپھو سے مما کی بہت انڈراسٹینڈنگ تھی۔ پھپھو آئیں تو مما نے روٹی کے ساتھ ساتھ سالن پکانے کی ذمہ داری بھی میرے سر تھوپی اور خود ان کے ساتھ سر جوڑے باتوں میں مصروف ہو گئیں۔ میں نے بھی فٹ چکن جلفریزی کا تیار شدہ مسالا منگوا کر ڈبے پر لکھی ترکیب کے مطابق سالن تیار کیا۔ فریج سے کباب نکال کر تلے۔ سلاد بنانے اور چاول چننے کے لیے ماہرہ کو پکڑا یوں ٹھیک ٹھاک اہتمام کے ساتھ کھانا تیار ہو گیا۔ پھپھو کے تعریفی کلمات جہاں میرا خون بڑھا رہے تھے' وہیں مما بھی بڑی مسرور تھیں۔

"تم نے تو بہت تھوڑا سا سالن لیا ہے اسید اور لوناں!" میں نے خود سے تین سال بڑے پھپھو کے سپوت کی طرف ڈونگا بڑھاتے خوش اخلاقی سے کہا۔ پھپھو کی تعریفوں کی وجہ سے لہجہ خود بخود ہی اچھا ہو گیا تھا۔

"سوری' میں بازار کے مسالوں سے بنی چیزیں کھانے میں احتیاط کرتا ہوں۔" اس نے جیسے میرے منہ پر طمانچہ مارا۔ میرا چہرہ غصے سے سرخ ہونے لگا۔

"بڑا آیا ڈاکٹر کہیں کا۔ ابھی تھرڈ ایئر میں ہے تو اتنے نخرے ہیں۔ کہیں کوئی ماہر ڈاکٹر بن گیا تو کیا ہو گا۔" میں منہ ہی منہ میں بڑبڑا رہی تھی۔ یہ بھی شکر تھا کہ اسید کا جواب سوائے میرے کسی اور نے نہیں سنا تھا۔ ورنہ مزید سبکی ہوتی۔

"ماموں! ایک بات ہے آپ کے علاقے کی۔ یہ رس ملائی بڑے مزے کی ہوتی ہے' بندہ کھائے تو دل ہی نہیں بھرتا۔" میٹھے میں پاپا باہر سے رس ملائی لے آئے تھے۔ ایک کے بعد دوسری رس ملائی پیالی میں ڈالتے اس نے تعریف کی تو میرا خون جلنے لگا۔

"یہ رس ملائی تو تمہارے چچا جان نے اپنے ہاتھوں سے بنا کر رکھی ہوگی اسے ٹھونستے ہوئے تمہیں بازار کی چیزوں سے احتیاط کا خیال نہیں آ رہا۔" اس کے بالکل برابر والی چیئر پر بیٹھے ہونے کا فائدہ تھا کہ اگر کسی نے اس کا تنقیدی تبصرہ نہیں سنا تھا تو میں بھی اپنی دل جلی باتیں بنا رکاوٹ اس تک پہنچا سکتی تھی۔

"اس کے اثرات تمہاری چکن جلفریزی سے کم ہی برے ہوں گے۔ ایک تو پیکٹ کا مسالا اوپر سے تمہاری ہاتھوں سے تیار ہوئی ڈش۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ کریلا اوپر سے نیم چڑھا۔" اس نے بھی آواز دبا کر جوابی حملہ کیا۔ اس سے پہلے کہ میں مزید کارروائی کرتی پھپھو کی آواز نے مجھے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

"یہ میری طرف سے تمہارے لیے انعام۔ آج پہلی بار تمہارے ہاتھ کا بنا کھانا کھایا۔ سچ بہت اچھا لگا۔" پھپھو نے اپنے پرس سے پانچ سو کا نوٹ نکال کر مجھے تھمایا۔

"اس ڈنر کے لیے پانچ سو روپے؟ اس سے تو اچھا تھا آپ فوڈ میلہ جا کر ففٹی فور ڈشز والا بوفے ڈنر کر آتیں۔" آپ کے اسید نے کھل کر میری مخالفت کی۔

"میری بھتیجی کے ہاتھ سے بنے ڈنر پر فوڈ میلہ کی ففٹی فور تو کیا ففٹی فور تھاؤزنڈ ڈشز قربان۔" پھپھو نے پیار سے مجھے اپنے ساتھ لگایا تو میں اس کو ٹھینگا دکھاتے ہوئے ہنسنے لگی۔

☼ ☼ ☼

"یہ دیکھو، زمان نے مجھے یہ رنگ دی ہے۔" سندس نے اپنی مخروطی انگلیوں والا ہاتھ میرے سامنے پھیلایا۔ درمیانی انگلی میں بڑی نازک سی انگوٹھی میں جڑا واحد نگینہ جگر جگر کر رہا تھا۔ "ڈائمنڈ ہے۔ زمان نے کہا تمہاری انگلی کے لیے ڈائمنڈ سے کم کوئی اسٹون نہیں لیا جا سکتا۔ حالانکہ میں اتنا منع کرتی رہی لیکن وہ مانے ہی نہیں۔ کہنے لگے زمان شاہ کی محبت کی نشانی کوئی کم قیمت چیز تو ہو ہی نہیں سکتی۔" سندس کے لہجے میں دنیا جہان کی خوشی تھی۔

"اور تم اتنے آرام سے اسے انگلی میں پہنے گھوم رہی ہو۔ اگر فرح آنٹی یا انکل نے دیکھ لی تو کیا ہوگا؟" میں نے اسے ڈرانا چاہا۔ ویسے بھی اس کے آئے دن زمان شاہ کے ساتھ کالج سے جانے پر لڑکیوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگی تھیں جو مجھے اچھی نہ لگتی تھیں۔

"یہ تو میں نے ان سب کی بولتی بند کروانے کے لیے پہنی ہے۔ گھر جانے سے پہلے اتار کر بیگ میں رکھ دوں گی۔ ابھی دیکھنا، جب ان لوگوں کو پتہ چلے گا کہ زمان شاہ جیسا، ڈیشنگ شخص میرا فیانسی ہے تو کتنا جلیں گی۔" اور واقعی اس نے تقریباً" ہر کلاس فیلو کو پکڑ کر اپنی خوب صورت انگوٹھی دکھانے کے ساتھ اپنے اور زمان شاہ کے رشتے کی خبر بھی سنا ڈالی۔ رشتے کی خبر پر کسی نے یقین کیا ہو یا نہ کیا ہو، رنگ دیکھ کر سب ہی متاثر ہوئیں۔

"تم زمان شاہ سے کہتیں ناں کہ وہ تمہارے گھر میں رشتے کی بات کرے آخر کب تک تم لوگ یوں چھپ چھپ کر فون پر باتیں کرو گے اور ادھر ادھر ملتے رہو گے۔" مجھے سندس اور زمان شاہ کی محبت پر رشک تو بہت آتا لیکن میری شدید خواہش تھی کہ اس سے پہلے کسی کو اس سارے معاملے کی خبر ہو، وہ دونوں کسی باضابطہ رشتے میں بندھ جائیں۔

"زمان تو خود بھی ایسا چاہتے ہیں لیکن انہیں کئی مسئلے ہیں۔ پہلے وہ اپنا ایم اے مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ پھر بزنس کے معاملات بھی ابھی پوری طرح ان کے ہاتھ میں نہیں۔ ان کے پیرنٹس اگر مڈل کلاس کی لڑکی سے شادی کی خواہش پر بدک گئے تو ساری پراپرٹی ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ ادھر وہ سمیع بھائی کا سامنا کرنے سے بھی گھبراتے ہیں کہ کہیں سمیع بھائی یہ نہ سوچیں کہ زمان نے دوست ہوتے ہوئے دوست کی بہن پر نظر رکھی۔ اس لیے فی الحال جو جیسے چل رہا ہے ٹھیک ہے۔ اچھا ہے، اس دوران میری ایجوکیشن بھی کمپلیٹ ہو جائے گی۔" سندس کے لہجے کا یہ اعتماد زمان شاہ کی محبت کا اعجاز تھا۔ میں ایک ٹک اسے دیکھنے لگی۔

"کیا دیکھ رہی ہو۔" اس نے پوچھا۔

"تم خوب صورت تو تھیں، مگر اب خوب صورت ترین ہوتی جا رہی ہو۔"

"سارا محبت کا کمال ہے۔" وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"اگر محبت ایسی ہی خوب صورتی دیتی ہے تو مجھے بھی اس کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔ آسان ترین بیوٹی ٹپ، جس میں ہینگ لگے نہ پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا آئے۔"

"تو کرو کبھو ناں۔" اس نے ادا سے مشورہ دیا۔

"یہی تو مسئلہ ہے کہ کیسے کروں اور کس سے کروں۔ کوئی ڈھنگ کا بندہ نظر ہی نہیں آتا۔" میں نے ٹھنڈی آہ بھری۔

"کیوں، وہ تمہارا کزن ہے ناں اسید، اچھا خاصا گڈ لکنگ اور جینئس لڑکا ہے۔ فیوچر بھی کافی برائٹ ہے۔"

"وہ ـــ اس سے محبت کر کے میں خوب صورت ہونے کے بجائے جل جل کر توے کی طرح سیاہ ہو جاؤں گی۔" مجھے سندس کا مشورہ ایک آنکھ نہ بھایا۔

"ویسے بھی بندہ تھوڑا میچیور ہونا چاہیے۔ اب زمان شاہ دیکھو، کتنے ڈیسنٹ لگتے ہیں۔ کیئرنگ بھی ہیں، اس پر جب تم انہیں آپ جناب سے مخاطب کرتی ہو تو کتنا پیارا لگتا ہے۔ اسید سے تو میں تو تڑاخ سے کم پر بھی بات کروں تو زیادہ سے زیادہ تم کہہ کر مخاطب ہو سکتی ہوں۔"

"تو ایسا کرو، سمیع بھائی پر ٹرائی مارو۔ وہ اسید کے مقابلے میں بڑے بھی ہیں اور سوبر بھی۔ تم انہیں عزت سے بھی پکارتی ہو، اس لیے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔" اسید کے لیے میری رائے جان کر اس نے نیا مشورہ دیا۔

"رہنے دو یار! بچپن سے تمہارے ساتھ رہ کر الیس اتنی بار بھائی کہا ہے کہ اب اس لفظ کو ان کے نام سے جدا نہیں کر سکتی۔" میں نے اس کا دوسرا آئیڈیا بھی رد کر دیا۔

"تو پھر تم انتظار کرو، اس وقت کا جب تمہیں خود بخود ہی کسی سے محبت ہو جائے۔" سندس جھنجھلائی۔

"اور اگر اس سے پہلے مما نے میرا کوئی انتظام کر دیا تو میں تو محبت کی حسرت دل میں لیے ہی مر جاؤں گی۔" میں سخت تشویش میں مبتلا تھی۔ شادی سے پہلے چاہے جانے میں جو نشہ تھا، میں اس سے کسی صورت محروم نہ رہنا چاہتی تھی۔ مگر یہ محبت ایک مجھ پر ہی مہربان ہونے کو تیار نہیں تھی۔

☼ ☼ ☼

آج پھر سندس، زمان شاہ کے ساتھ ملاقات کے لیے گئی ہوئی تھی اور میں جلتی بھنتی کالج گراؤنڈ میں بیٹھی تھی۔ میڈم عطیہ کو کسی ایمرجنسی کی وجہ سے جلدی جانا پڑا تھا جس کی وجہ سے ہمارا لاسٹ پیریڈ فری تھا۔ سندس ہوتی تو بات چیت میں وقت اچھا گزر جاتا لیکن اب اکیلے بیٹھ کر بور ہونا مجبوری تھی۔ وین تو اپنے وقت پر ہی لینے آتی۔

"ہیلو مہپرہ! کیا ہوا، یہاں بیٹھ کر برے برے منہ کیوں بنا رہی ہو۔" میری کلاس فیلو حمیرا وہاں سے گزرتے رک کر مجھ سے پوچھنے لگی۔

"بس یار! وین کے انتظار میں خوار ہو رہی ہوں۔"

"میں نے اپنے ڈیڈی کو موبائل پر کال کر کے بلوایا ہے۔ کہو تو میں تمہیں ڈراپ کر دوں؟" وہ بڑے اخلاق سے بولی تو مجھے موقع اچھا لگا۔ یہاں بور ہونے سے آرام سے گھر پہنچنے کا تصور بڑا خوش کن تھا۔ اپنے ساتھ وین میں جانے والی لڑکیوں میں سے ایک کو بتا کر میں حمیرا کے ساتھ گھر آ گئی۔

"آج تم کچھ جلدی نہیں آ گئیں۔" مما نے مجھے دیکھ کر پوچھا وہ اس وقت کچن میں کھڑی ہرے دھنیے کی پتیاں توڑ رہی تھیں۔

"جی، ہمارا لاسٹ پیریڈ فری تھا۔ ایک کلاس فیلو نے اپنی گاڑی میں لفٹ کی آفر دی تو ہم اس کے ساتھ آ گئے۔" میں نے اپنے جلدی گھر پہنچنے کی وجہ بتائی۔

"یہ تو غلط بات ہے۔ اگر پیریڈ فری تھا تب بھی تمہیں اپنی وین کا انتظار کرنا چاہیے تھا۔ تمہارے اس

طرح پہلے سے آجانے پر وین والے کو کوئی الٹا سیدھا شک بھی ہو سکتا ہے۔ اسے کیا معلوم تم کس کے ساتھ گئی ہو وہ تو اپنی مرضی سے کوئی بھی رائے قائم کر لے گا۔" مما نے مجھے تنبیہہ کی تو مجھے بے ساختہ سندس یاد آئی۔ اس کے زمان شاہ کے ساتھ جانے پر جب میں وین والے کو کوئی بہانہ گھڑ کر سناتی تھی تو وہ زبان سے تو کچھ نہیں کہتا تھا لیکن اس کے ہونٹوں پر بڑی معنی خیز سی مسکراہٹ پھیل جاتی تھی۔

"اچھا اب جاؤ' کپڑے چینج کر کے آؤ۔ مجھے تم سے کام ہے۔" مما نے مجھے خاموش کھڑے دیکھ کر نرمی سے کہا۔ شاید وہ میری خاموشی کو اپنی ڈانٹ کا نتیجہ سمجھ رہی تھیں۔

"یہ کوفتے سندس کے گھر دے آؤ۔ فرح کو میرے ہاتھ کے کوفتے بہت پسند ہیں۔" میں کپڑے تبدیل کر کے آئی تو دیکھا مما ڈش نکالے اس پر ہرا دھنیا چھڑک رہی ہیں۔

"چھوڑیں ناں مما! شام میں بھجوا دیجئے گا۔ ابھی تو مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔ پہلے ہم لوگ کھانا کھا لیتے ہیں۔" میں نے انہیں ٹالنا چاہا کیونکہ مجھے بروقت یہ خیال آگیا تھا کہ سندس جو زمان شاہ کے ساتھ گئی ہوئی ہے ابھی تک گھر نہیں پہنچی ہوگی۔ زمان شاہ اسے وین کی ٹائمنگ کے حساب سے ڈراپ کرتا تھا۔ ایسے میں اگر میں سندس کے گھر پہنچ جاتی تو مسئلہ ہو جاتا۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو مہپرہ! خود کھانے کے بعد کیا شام میں بچا کھچا باسی سالن انہیں بھجواؤں گی میں۔ اگر تمہیں زیادہ بھوک لگ رہی ہے تو ٹھیک ہے۔ تم کھانا کھاؤ۔ میں خود ہی چلی جاتی ہوں سندس کے گھر۔" مما نے میری بات پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ لیکن میری جان تو ان کے سندس کے گھر جانے کے ذکر پر ہی آدھی ہو گئی تھی۔ اگر وہ وہاں جاتیں اور اس کے گھر والوں کو علم ہو جاتا کہ میں گھر پہنچ چکی ہوں تو وہ لازماً سندس کے نہ پہنچنے کا سبب جاننے کی کوشش کرتے اور ایسے میں سندس تو پھنستی ہی' خود میری بھی شامت آجاتی۔

"اچھا ناراض مت ہوں۔ لائیں دیں مجھے یہ ڈش۔ میں چلی جاتی ہوں سندس کے گھر۔" میں نے فوراً ہی آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ سے ڈش لے لی۔ اپنے گھر سے سندس کے گھر تک کا چند قدم کا فاصلہ میں نے بڑی سست روی سے طے کیا تھا۔ میرا ذہن جلد از جلد کوئی اچھا سا بہانہ تلاش کرنے میں مصروف تھا۔

"ارے مہپرہ آپی! آپ کالج سے کب آئیں' سندس باجی تو ابھی گھر نہیں پہنچیں۔" گیٹ انیلا نے کھولا تھا اور مجھے سامنے دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔

"مجھے ڈینٹسٹ کے پاس جانا تھا۔ داڑھ میں درد تھا. اس لیے میں جلدی چھٹی لے کر آگئی۔ سندس پیریڈز لینے کے لیے رک گئی تھی۔ بس ابھی تھوڑی دیر میں پہنچتی ہی ہوگی۔" میں نے سالن اسے تھماتے اپنا سوچا ہوا بہانہ جلدی سے سنایا اور واپس پلٹ گئی۔ انیلا کو مزید کئی سوال جواب کے لیے موقع دینا مناسب نہیں تھا۔

"اس سندس کی بچی کے عشق نے تو میری جان عذاب میں کر دی ہے کالج میں لڑکیوں کی باتیں سنو' یہاں گھر والوں سے جھوٹ بولو۔ میں تو گھن چکر بن کر رہ گئی ہوں۔" میں دل ہی دل میں سندس کو کوس رہی تھی۔

"ویسے زمان شاہ اسے کہاں لے کر گیا ہو گا۔ سندس بتا رہی تھی "آج وہ اسے کسی اچھی سی جگہ لنچ کروائے گا۔ کتنا رومانٹک لگ رہا ہو گا زمان شاہ کے ساتھ کسی زبردست سے ہوٹل کے خوب صورت ماحول میں شاندار سا لنچ کرنا۔"

مما کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے میرے خیال کی رو سندس اور زمان شاہ کے رومانٹک لنچ کی طرف مڑ گئی۔ مما کے ہاتھ کے بنے کوفتے یکدم ہی اپنا ذائقہ کھو بیٹھے۔ چاہے جانے کی دبی دبی سی خواہش اب کچھ زیادہ ہی زور آور ہونے لگی تھی۔

☼ ☼ ☼

"پلیز مہپرہ! مان جاؤ نا۔ زمان نے اتنے خلوص

سے تمہیں انوائٹ کیا ہے۔" سندس مسلسل دو دن سے اصرار کر رہی تھی۔ کل زمان شاہ کا برتھ ڈے تھا اور اس نے سندس کے ساتھ ساتھ مجھے بھی انوائٹ کیا تھا لیکن میں جانے سے انکاری تھی۔ اب بھی سندس اسی سلسلے میں مجھے منانے میرے گھر آئی ہوئی تھی۔

"نہ بابا! مجھے تو تم معاف ہی رکھو۔ کہیں کسی نے دیکھ لیا تو تمہارے ساتھ میری بھی شامت آجائے گی۔ اس روز بھی جھوٹ بول کر معاملہ سنبھالا تھا۔ وہ تو شکر ہے' اسی دن مما کو ایک رشتے دار کی میت میں فوری طور پر ٹنڈو آدم جانا پڑا۔ ورنہ جب شام میں فرح آنٹی میری طبیعت پوچھنے گھر آئی تھیں اگر مما گھر میں ہوتیں تو سوچو' کیسی درگت بنتی میری اور تمہاری۔ وہ تو شکر ہے کہ مما تین چار دن شہر سے باہر رہیں تو فرح آنٹی سے ملاقات نہیں ہوئی اور سارا معاملہ سیٹل ہو گیا۔" میں نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔ سندس اور زمان شاہ کی دوستی میں میرے لیے کتنی ہی انٹریکشن ہو' میں بنیادی طور پر بڑی بزدل تھی اور ایسی کسی سچویشن کا دوبارہ سامنا کرنا بڑا مشکل لگ رہا تھا۔

"وہ تو تمہاری حماقت کی وجہ سے مسئلہ ہوا تھا۔ لیکن جب ہم دونوں ساتھ ہوں گے تو ایسی کسی گڑبڑ کا کوئی ڈر نہیں ہوگا۔" سندس نے مجھے سمجھایا۔

"اور اگر کسی نے زمان شاہ کے ساتھ ہمیں دیکھ لیا تب؟" میں نے خدشہ ظاہر کیا۔

"ارے چھوڑو' کوئی نہیں دیکھتا۔ وہ جن جگہوں پر لے کر مجھے جاتے ہیں وہاں تمہارے اور میرے گھر کے افراد کا آنا جانا مہینوں میں ہی کبھی کبھار ہوتا ہے۔ اب میں بھی تو اتنے دنوں سے جا رہی ہوں۔ کبھی کسی نے دیکھا۔" سندس کے تجربات نے اسے کافی بے خوف کر دیا تھا۔ ویسے اس کی دلیل بالکل ٹھیک تھی۔ ہم جیسے مڈل کلاس لوگ کہاں روز روز اتنے اونچے ہوٹلوں میں جاتے تھے۔

"لیکن یار! یہ بھی تو سوچو۔ تم دونوں کے درمیان میں تو بس کباب میں ہڈی ہی لگوں گی۔ خاک اچھا نہیں لگے گا تم دونوں کو میرا وجود۔" میں واقعی اس طرح وہاں جاتے جھجک رہی تھی۔

"کوئی ہڈی ڈی نہیں لگو گی تم۔ ہم تمہیں اتنے پیار سے انوائٹ کر رہے ہیں اور تم ہو کہ فضول کے وہم پال رہی ہو۔ دوست دوست کی خاطر کیا نہیں کرتے اور تم ہو کہ میری ایک ذرا سی فرمائش پوری کرنے کو تیار نہیں۔ کتنی انسلٹ ہو گی میری زمان شاہ کے سامنے جب وہ دیکھیں گے کہ تم نے میری خاطر بھی ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ تم میری اتنی قریبی دوست ہو' تمہیں تو ساری زندگی ہم سے تعلق رکھنا ہے۔ اچھا ہے زمان اور تمہاری بھی دوستی ہو جائے تاکہ انہیں کبھی تمہارا وجود نہ کھٹکے۔" سندس کے جذباتی وار سے بالآخر مجھے ہار ماننا ہی پڑی۔

"گفٹ کیا دے رہی ہو تم زمان شاہ کو۔" اب جب جانے کا طے ہو گیا تھا تو آگے کے معاملات بھی سوچنے تھے۔

"ابھی تک تو کچھ لیا ہی نہیں۔ تمہارے ساتھ جا کر ہی خریدوں گی۔ ایسا کرو' آنٹی سے پارک جانے کا کہہ کر آجاؤ۔ میں بھی اپنی ممی سے کہہ کر آتی ہوں۔" سندس نے فوراً" ہی پلان بنایا اور اپنی ممی کو بتانے اپنے گھر چلی گئی۔ میں نے بھی الماری کھول کر اپنی بچت میں سے پانچ سو روپے نکالے خالی ہاتھ کسی کی برتھ ڈے میں جانا تو اچھا نہیں لگتا اور زمان شاہ جیسے لینڈ لارڈ کے لیے تھوڑا بہت ڈھنگ کا گفٹ لینے کے لیے اتنے پیسے تو کم از کم چاہیے ہی تھے۔ پاکٹ منی سے کی گئی بچت میں سے یہ فضول خرچی کرنا مجھے کافی کھل بھی رہا تھا لیکن سندس کی بیسٹ فرینڈ ہونے کا بھرم رکھنے کے لیے یہ قربانی تو دینا ہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں ہم دونوں پارک سے آگے بنے بڑے سے گفٹ سینٹر میں پہنچے ہوئے تھے۔ سندس نے بڑی چھان بین کے بعد کافی مہنگے خوب صورت سے کف لنکس منتخب کیے۔ میرا ارادہ پرفیوم لینے کا تھا۔ مختلف خوشبوؤں کو چیک کرنے کے بعد میں اور سندس جس پرفیوم پر متفق ہوئے' اس کی قیمت سن کر میرا منہ لٹک گیا۔ پرفیوم پانچ

سوا تین کا تھا جبکہ میرے پاس صرف پانچ سو روپے تھے۔

"کوئی مسئلہ ہے؟" سندس نے میرے چہرے کے تاثرات سے اندازہ لگایا۔ میرے اور اس کے درمیان تکلفات کم ہی حائل ہوتے تھے' اس لیے میں نے کھل کر اپنی مجبوری بتادی۔

"کوئی بات نہیں' باقی پیسے میں دے دوں گی۔" سندس نے فراخ دلی سے کہا اور شاپ کیپر سے دونوں چیزیں پیک کروائیں۔ واپسی میں سندس نے ایک شاپ سے مجھے میری پسندیدہ آئس کریم اور چیونگم بھی دلائی۔

"کیا بات ہے۔ آج بڑی حاتم طائی بنی ہوئی ہو۔ اتنے پیسے کہاں سے آئے؟" میں نے کچھ مشکوک ہو کر پوچھا۔

"سال بھر کی سیونگ ہے۔ پھر سمیع بھائی زندہ باد۔ کچھ نہ کچھ دیتے ہی رہتے ہیں۔ کل بھی پانچ سو روپے دیے تھے کہ اپنے لیے کوئی سوٹ لے آؤ۔ میں نے سوچا ڈھائی سو والے میں سے لے لوں گی۔ بھائی کون سا قیمت پوچھیں گے۔" وہ فخر سے بتانے لگی۔

سمیع بھائی کی محبت پر اسے ہمیشہ سے ہی بہت فخر تھا۔ بڑی شادی شدہ نیلم باجی اور چھوٹی انیلا کو چھوڑ کر سمیع بھائی نے ہمیشہ اسے اولیت دی تھی۔ شاید اس کی ایک وجہ سندس کا اپنا رویہ بھی تھا۔ وہ دونوں بہنوں سے کہیں زیادہ بڑھ کر ان کا خیال رکھتی تھی۔ سمیع بھائی کے کپڑے استری کرنا' ان کے کمرے کی صفائی کرنا' وقت بے وقت چائے کی فرمائش پوری کرنا' سندس ان کا ہر کام بنا منہ بنائے کرتی تھی ایسے میں وہ اسے اہمیت دیتے تھے تو کچھ عجیب بھی نہیں تھا۔ حالانکہ وہ خود ابھی اسٹوڈنٹ تھے اور اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے دو تین جگہ ٹیوشنز پڑھاتے تھے لیکن سندس پر ایسی مہربانیاں اکثر کرتے رہتے تھے۔

"تم میرا گفٹ بھی اپنے ساتھ لے جانا۔ گھر میں تو وہ انیلا تھانے داروں والی پوچھ گچھ شروع کر دے گی کہ کیا لیا اور کس کے لیے لیا۔" گھر کے نزدیک پہنچنے پر سندس نے اپنے گفٹ کا پیکٹ بھی مجھے تھمایا۔

"لیکن کسی نے مجھ سے پوچھا تو کیا کہوں گی۔" میں حسب عادت گھبرا گئی۔

"کہہ دینا کہ ایک کلاس فیلو کو اس کی برتھ ڈے پر دینے کے لیے لیا ہے۔" سندس نے ترکیب بتائی جو گھر میں قدم رکھتے ہی مما کے کیے ہوئے سوال کا جواب دینے میں فوراً "کام بھی آگئی۔

"تم لوگ بھی فضول کے چونچلوں میں پڑی رہتی ہو۔" مما نے سن کر تبصرہ کیا لیکن آگے سے زیادہ پوچھ گچھ نہیں کی۔

اگلے روز آخر کے تین پیریڈ چھوڑ کر ہم دونوں کالج کے گیٹ پر آگئے۔ زیان شاہ حسب پروگرام گاڑی لیے موجود تھا۔

"تھینک یو مہرو! اگر آپ نہ آتیں تو مجھے افسوس ہوتا۔" گاڑی میں میرے بیٹھتے ہی اس نے میرا شکریہ ادا کیا۔

"آنا ہی پڑا۔ آپ نے اتنے خلوص سے جو بلایا تھا۔" میں اخلاقاً" مسکرائی۔ زیان شاہ ہمیں ایک کافی شاندار سے ریسٹورنٹ میں لے گیا تھا۔ وہاں کا پُرفسوں ماحول اور پھر زیان شاہ کی دلچسپ باتیں۔ میرے دل میں اگر کوئی خوف تھا بھی تو اڑن چھو ہو گیا۔

"رئیلی یار سندس! یو آر ویری لکی۔" جب زیان شاہ نے ہمیں گھر کے قریب ڈراپ کیا تو میں نے گاڑی سے اترتے ہی سندس سے پہلا جملہ یہی کہا۔ سندس کے ہونٹوں پر جواباً 'مدھری مسکراہٹ چلی آئی۔ اتنی متاثر کن شخصیت کی طرف سے محبت کا احساس کوئی معمولی بات تو نہیں تھی۔

☼ ☼ ☼

"مہرو! تمہاری پھپھو کا فون ہے' بات کر لو۔" میں رات کے کھانے کے بعد اپنی پڑھائی میں جتی تھی کہ مما نے آکر اطلاع دی۔

"آپ پھپھو سے کہہ دیتیں ناں کہ میں پڑھ رہی ہوں۔" میں نے بیزاری سے کہا۔" کل جو تین پیریڈ

مس کیے تھے' میں ان کے نوٹس ایک کلاس فیلو سے لے کر آئی تھی اور اس وقت وہی دیکھ رہی تھی۔ کچھ عرصے سے میری پڑھائی کا بہت حرج ہونے لگا تھا۔ پہلے تو میں اور سندس مل کر پڑھ لیتے تھے لیکن اب ہماری ملاقاتوں میں زمان شاہ کو ڈسکس کرنے کے سوا کوئی بات ہی نہیں ہوتی تھی۔ میں تو پھر بھی رات کو پابندی سے پڑھ کر کچھ تلافی کر لیا کرتی تھی لیکن سندس اللہ جانے کیا کرتی تھی۔ کالج میں پیریڈز مس کرنے' رات گئے تک زمان شاہ سے فون پر بات کرنے اور نیند پوری نہ ہونے کے سبب تھکے تھکے سے ذہن کے ساتھ صبح کالج آنے کے نتائج کچھ اچھے نکلنے کی امید تو نہیں کی جا سکتی تھی۔

"بری بات ہے مہپرہ! تمہاری پھپھو اتنے پیار سے تمہیں یاد کر رہی ہیں اور تم پانچ منٹ کی بات کرنے کے لیے بھی بہانے بازی کر رہی ہو۔" مما نے فوراً ہی مجھے ٹوکا تو میں چار و ناچار فون سننے چلی گئی۔

"السلام علیکم پھپھو! کیا حال ہیں۔"

"وعلیکم السلام میری جان! میں بالکل ٹھیک ہوں۔ لیکن تم بتاؤ' تمہاری آواز کیوں بجھی بجھی سی لگ رہی ہے؟" پہلی پہلی بھتیجی ہونے کی وجہ سے پھپھو مجھ سے کچھ زیادہ ہی پیار کرتی تھیں۔ اب بھی میری بے زاری سی آواز سے نہ جانے کیا سمجھیں جو بڑی فکرمندی سے پوچھنے لگیں۔

"کچھ نہیں پھپھو! بس تھوڑی سی تھکن ہو رہی تھی۔ آپ بتائیں کیا کر رہی تھیں۔" مجھے ان کے انداز پر اپنی بیزاری کو سوچ کے شرمندگی ہوئی۔

"مجھے کیا کرنا ہے بیٹا! رات کے کھانے کے بعد فراغت ہی فراغت' اسید اپنی پڑھائی اور دوستوں میں مصروف۔ تمہارے پھپھا کتابوں میں گم۔ میں اکیلی بیٹھی بور ہوتی رہتی ہوں۔ ایسے وقت میں بیٹی کی کمی کا احساس ہوتا ہے۔ کم از کم کوئی بات کرنے والا تو ہو انسان سے۔" پھپھو نے اپنا دکھڑا رو دیا۔

"تو میں ہوں ناں آپ کی بیٹی' آپ کا جب دل چاہے بات کرنے کا' مجھ سے فون پر بات کر لیا کریں۔"

میں جو ابھی تھوڑی دیر پہلے بیزار تھی' بڑی لگاوٹ سے کہہ رہی تھی۔ اصل میں تو مجھے خود بھی پھپھو سے بہت پیار تھا لیکن بس آج کل ذہن کچھ الجھا الجھا سا تھا۔ اس لیے رویہ بھی کبھی عجیب و غریب ہو جاتا تھا۔

"جیتی رہو بیٹا! اس بات میں تو خیر کوئی شک ہی نہیں کہ تم میری بیٹی ہو۔" پھپھو فوراً ہی نہال ہو کر بولیں۔

"امی! کس سے بات کر رہی ہیں؟" مجھے پیچھے سے اسید کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"مہپرہ ہے۔" پھپھو نے اسے اطلاع دی۔

"اچھا آپ بات کر لیں تو میری بھی بات کروائیے گا۔" اسید کی آواز سنائی دی تو مجھے حیرت ہوئی۔ ہم دونوں کے آپس کے تعلقات اتنے اچھے نہیں تھے کہ وہ مجھ سے بات کرتا۔

"مہپرہ بیٹا! یہ اسید تم سے کچھ بات کرنا چاہ رہا ہے۔" پھپھو نے مجھ سے کہتے فوراً ہی ریسیور اسید کو تھما دیا۔

"ہاں بھئی۔ کیا حال چال ہیں۔ پڑھائی کیسی جا رہی ہے؟" وہ بڑے دوستانہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"ٹھیک ٹھاک۔ لیکن یہ اچانک تمہیں کیوں فکر ہونے لگی؟" میں سچ مچ بڑی حیران تھی۔

"امی! ذرا میرے لیے ایک کپ چائے تو بنا دیں۔" اس نے مجھے جواب دینے کے بجائے پھپھو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"کل تم اس چائنز ریسٹورنٹ میں کیا کر رہی تھیں!" تھوڑے سے توقف کے بعد اس نے جو بات کہی' اسے سن کر میرے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔

"تمہیں کیسے پتا۔" بے ساختہ ہی میرے منہ سے سوال نکلا۔

"میں اپنے دوستوں کے ساتھ وہاں گیا تھا لیکن اہمیت اس بات کی نہیں کہ مجھے کیسے پتہ چلا' اہمیت اس بات کی ہے کہ تم وہاں کیسے گئیں؟" وہ بہت سنجیدہ تھا۔

میرا دل چاہا کہہ دوں تم کون ہوتے ہو انویسٹی گیشن

کرنے والے لیکن ڈر تھا کہ زیادہ اکڑنے کی صورت میں وہ مما پپا سے بھی شکایت لگا سکتا ہے سو شرافت سے بات کرنے میں ہی عافیت سمجھی۔

"وہ۔۔۔ سندس کے کزن کل ہمیں کالج سے پک کرنے آئے تھے تو وہی واپسی میں ہمیں وہاں لنچ کے لیے لے گئے۔" کوئی نہ کوئی بہانا تو بنانا ہی تھا۔

"وہ ریسٹورنٹ تمہارے کالج سے گھر کے روٹ پر تو نہیں پڑتا۔ خیر پڑتا تب بھی انہیں تم لوگوں کو اس طرح کالج یونیفارم میں کسی ریسٹورنٹ میں نہیں لے جانا چاہیے تھا۔ لوگ شک کرتے ہیں۔ اچھے خاصے میچور لگ رہے تھے وہ صاحب۔ انہیں اس بات کی عقل نہیں اور تم کیوں چل پڑیں سندس کے کزن کے ساتھ۔ جانے سے پہلے ماموں مامی سے اجازت لی تھی کیا؟" وہ بڑا بزرگ بنا مجھے جھاڑ پلا رہا تھا۔ غلطی میری بھی تھی اس لیے ضبط کر گئی۔

"اچھا بابا! آئندہ نہیں جاؤں گی۔ اب بس کرو اور پلیز اس بات کو یہیں ختم کر دینا۔ یہ نہ ہو کہ آگر مما پپا سے شکایت لگانے بیٹھ جاؤ۔" میں نے اپنی غلطی قبول کرتے تنبیہہ بھی کی۔

"اگر میں اتنا ہی چغل خور ہوتا تو کل ہی فون کر کے مامی کو بتا دیتا۔ اب بھی کسی کو پتا نہ چلے اس لیے بہانے سے امی کو چائے بنانے بھیجا ہے۔" اس نے تپے ہوئے انداز میں کہہ کر کھٹ سے فون بند کر دیا۔ مجھے اس کے موڈ کی تو خیر کوئی پروا نہیں تھی' البتہ یہ اطمینان ہو گیا تھا کہ وہ اس معاملے میں کسی کے سامنے زبان نہیں کھولے گا۔

☼ ☼ ☼

"آج کالج سے چھٹی کر لو۔ تمہیں میرے ساتھ شاپنگ کے لیے چلنا ہے۔" ہفتے بھر بعد کی ہی بات تھی۔ میں حسب معمول ناشتے کی میز پر آئی تو مما نے ماہرہ کا لنچ باکس تیار کر کے اس کے بیگ میں ٹھونستے مجھے ہدایت دی۔

"آپ فرح آنٹی کے ساتھ چلی جائیں ناں۔ میرا تو آج پریکٹیکل ہے۔" میں سدا سے مارکیٹ جانے کی چور، مما کے حکم پر فوراً ہی تجویز پیش کی۔

"فرح تو خیر ساتھ چلے گی ہی۔ لیکن تمہارا بھی ساتھ چلنا ضروری ہے ورنہ بعد میں شکوے کرو گی کہ سوٹ کا کلر اچھا نہیں۔ سینڈل کا ناپ صحیح نہیں۔ جیولری پرانے ڈیزائن کی ہے۔ تمہاری پھپھو نے تمہاری پسند کا خیال رکھنے کے لیے ہی خاص طور پر شاپنگ کی ذمہ داری میرے سر ڈالی ہے۔" مما پتہ نہیں کون سی۔ پہیلیاں بجھوا رہی تھیں۔ آخر میری شاپنگ وہ بھی پھپھو کی ہدایت پر کروانے کی یہ ایمرجنسی ضرورت کیوں آ پڑی تھی۔

"تم بھی ناں شاہدہ! پہلے اسے کچھ بتا تو دو۔ بچی ناحق پریشان ہو رہی ہے۔" پپا نے میرا ہونق چہرہ دیکھتے مما کو ٹوکا۔

"ہاں تو بتانے ہی جا رہی ہوں۔ آپ اور ماہرہ جائیں تو اطمینان سے بات کرتی ہوں۔" مما نے چائے کا کپ بنا کر پپا کے آگے رکھا۔ جبکہ میرے اندر عجیب کھدبد شروع ہو گئی تھی۔ آخر ایسی کیا اہم بات تھی جو مما نے صرف مجھ سے کرنا تھی۔ نوالے میرے حلق میں پھنسنے لگے۔ بڑی مشکل سے پپا اور ماہرہ کی روانگی کا انتظار کیا۔

"تم ٹیبل صاف کر کے برتن دھو دو۔ جانے سے پہلے سارے کام نمٹانے ہیں۔ کھانا وغیرہ پکا کر نکلوں گی تو ہی ٹھیک رہے گا۔ بازار میں تو وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔" پپا کے پیچھے گیٹ تک جاتے مما نے مجھے ہدایت دی۔

"مما! کچھ مجھے بھی تو بتائیں۔" میں نے ٹیبل سے برتن اٹھا کر سنک میں لے جا کر ڈالے اور واپس کمرے میں آ گئی۔ مما بھی گیٹ بند کر کے واپس آ چکی تھیں۔ فریزر میں سے گوشت کا پیکٹ نکالتے آرام سے بولیں۔

"اس سنڈے کو ہم تمہاری انگیجمنٹ کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں شاپنگ کے لیے جانا ہے۔"

"کیا۔۔۔ مگر اتنی اچانک کیسے؟" میں حیرت کے جھٹکے

سے سنبھلی تو دیکھا مما کچن میں جا چکی ہیں۔

"مما! آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ میری کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔" میں بھی ان کے پیچھے پیچھے کچن میں جا پہنچی۔

"ایک دو لوگوں نے مجھ سے تمہارے رشتے کے سلسلے میں بات کی تھی۔ تمہاری پھپھو سے ذکر کیا تو کہنے لگیں 'میں باقاعدہ رسم کرنے آ رہی ہوں۔ سب لوگوں کو پتا چل جائے تاکہ مہپرہ 'اسید کی ہے۔ زبانی کلامی تو انہوں نے بہت دن پہلے ہی تمہارے پپا اور مجھ سے بات کر لی تھی۔ ظاہر ہم نے اس لیے نہیں کیا تھا کہ تم لوگوں کے ذہن ڈسٹرب نہ ہوں اور تم لوگ دل لگا کر اپنی پڑھائی کر سکو۔ لیکن اب مجبوری ہے۔ لوگوں کو بنا کوئی جواز بتائے انکار کریں گے تو خاندان میں ناراضیوں کا خدشہ ہے۔" مما کی باتوں نے میرے چودہ طبق روشن کر دیے۔

اتنی اچانک منگنی وہ بھی اسید سے۔ میرا اور اس کا مزاج تو آپس میں کبھی ملا ہی نہیں تھا۔ مما کے سامنے کوئی احتجاج کرنا بے کار تھا۔ اس لیے مجھے فوری طور پر سندس کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ ابھی وین آنے میں کچھ وقت تھا۔ اس لیے میں نے اس سے ملنے کے لیے دوڑ لگا دی۔

"سندس کے گھر جا رہی ہو تو فرح سے کہہ دینا مارکیٹ چلنے کا۔" مما نے پیچھے سے آواز لگائی۔

"آؤ بھئی مہپرہ! آج کالج نہیں جانا کیا؟" سندس کے ہاں پہنچی تو سامنے ہی سمیع بھائی اور انکل بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔ کھٹر پٹر کی آوازوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ فرح آنٹی کچن میں ہیں۔

"سمیع بھائی! سندس اپنے کمرے میں ہے ناں؟" میں نے ان کی بات کا جواب دینے کے بجائے پوچھا۔

"ہاں ہاں ہے "کالج جانے کی تیاری کر رہی ہے۔" ان کے بتانے پر میں سندس کے کمرے کی طرف دوڑی۔

"ارے تم مہپرہ 'تیار کیوں نہیں ہوئیں؟" سندس مجھے دیکھ کر حیران ہوئی مگر میں نے بجائے کوئی جواب دینے کے اس کے گلے لگ کر چیکوں پھکوں رونا شروع کر دیا۔

"ارے 'ارے کیا ہوا۔ کیا مسئلہ ہو گیا۔ کیوں اتنی بری طرح رو رہی ہو؟" سندس میرے رونے پر بوکھلا گئی۔ مگر میں کچھ کہے بنا شدت سے روتی رہی۔

"کچھ تو بتاؤ مہپرہ! آخر کیا ہوا ہے۔" بڑی مشکل سے سندس نے مجھے خود سے الگ کر کے بیڈ پر بٹھایا اور پانی کا گلاس میرے لبوں سے لگاتے پوچھا۔

"مما میری منگنی کر رہی ہیں 'وہ بھی اسید کے ساتھ۔" میری آہ و زاری ایک بار پھر شروع ہو گئی۔ اس بار سندس بھی میرے غم میں شریک تھی۔ اسید کے لیے میری ناپسندیدگی سے وہ بہت اچھی طرح واقف تھی۔

"سندس! تمہاری وین آ گئی۔" وین کے ہارن کے ساتھ سمیع بھائی نے بھی آواز دی۔

"بھائی! وین والے کو منع کر دیں۔ میں آج کالج نہیں جاؤں گی۔" سندس نے آواز لگا کر سمیع بھائی سے کہا۔ مجھے اتنے بڑے غم کے حوالے کر کے وہ کیسے کالج جا سکتی تھی۔

"ہیں! یہ تم دونوں کو کیا ہوا؟" سمیع بھائی جو شاید صورت حال کا جائزہ لینے آئے تھے۔ ہم دونوں کی ماتمی صورت دیکھ کر حیرت سے پوچھنے لگے۔

"بھائی! مہپرہ کی منگنی ہو رہی ہے۔ اس کی پھپھو کے بیٹے اسید سے۔" سندس نے نہایت غم سے اطلاع دی۔

"اچھا۔ جب ہی یہ صبح صبح تمہیں خوشخبری سنانے دوڑی آئی ہے۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے 'خوشی میں چہرے پر اس طرح بارہ تو نہیں بجتے۔" سمیع بھائی نے ہم دونوں کے چہروں کی طرف دیکھتے تبصرہ کیا۔

"اچھا ہاں میں سمجھ گیا۔ تم لوگ اسید بے چارے کے لیے فکرمند ہو۔ صحیح بات ہے بھئی 'جس بے چارے کے حصے میں تم دونوں میں سے کوئی آئے وہ تو ہے ہی قابل رحم۔" انہوں نے بڑے مدبرانہ انداز میں سراہایا۔

"بھائی! بند کریں اپنی یہ باتیں۔ وہ بے چاری پہلے ہی

اتنی پریشان ہے۔ اوپر سے آپ بھی۔" سندس نے سمیع بھائی کو ٹوکا تو وہ ہنستے ہوئے چلے گئے۔ میری اور سندس کی کیفیت کو انہوں نے حسب عادت احمقانہ جذباتیت ہی سمجھا ہوگا۔

☼ ☼ ☼

"میری بیٹی تو بالکل شہزادی لگ رہی ہے۔" پھپھو مجھے دیکھ کر نہال ہو گئیں اور خود سے لپٹا کر ڈھیروں ڈھیر پیار کر ڈالا۔ مگر مجھے زندگی میں پہلی بار پھپھو کا پیار ذرا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ میں تو ہمیشہ یہی سمجھتی رہی تھی کہ وہ بھتیجی ہونے کی وجہ سے مجھ سے اتنا پیار کرتی ہیں۔ ان کی "نیت" کا حال تو مجھ سے پوشیدہ ہی تھا۔ یہ ان کی سازش کا ہی تو نتیجہ تھا کہ میں کناں سلک کے بھاری کام دار شرارے پر میچنگ جیولری، ڈھیروں ڈھیر چوڑیوں اور گجروں کے ساتھ سب کی مرکز نگاہ بنی بیٹھی تھی۔ میری سب سے چھوٹی خالہ بیوٹیشن تھیں جنہوں نے آج میرے چہرے پر اپنی مہارت کے پورے پورے جوہر دکھائے تھے۔ میرے لیے خود اپنے آپ کو پہچاننا مشکل ہو رہا تھا سب لوگوں کے بقول میں بہت خوب صورت لگ رہی تھی لیکن مجھے تو رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا۔ طرح طرح کے اعتراضات دل میں ابھر رہے تھے۔ جتنا بھاری ڈریس اور جیولری مما نے مجھے دلائی تھی۔ زندگی میں کبھی اس کا آدھا بھی پہننے کی اجازت نہیں دی تھی اور میک اپ کا تو کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ لپ اسٹک اور نیل پالش کے وہ سارے خوب صورت شیڈز میرے سامنے گھوم رہے تھے جن کو میں بہت خواہش کے باوجود مما کے "سادگی اپناؤ" جیسے آمرانہ حکم کے باعث نہیں خرید سکی تھی۔ اب دل کی یہ ساری خواہشات پوری ہوئی تھیں تو برابر میں بیٹھے اسید زبیر کا وجود بری طرح کھٹک رہا تھا۔

"تمہارے کیا پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔" اسید نے میری طرف جھکتے سرگوشی کی۔

"تم سے کس احمق نے کہا؟" میں نے شدید غصہ آنے کے باوجود صرف دانت کچکچانے پر اکتفا کرتے دھیمے لہجے میں پوچھا۔

"کہنا کس نے ہے! تم شکلیں ہی ایسی بنا رہی ہو کہ صاف پتا چل رہا ہے۔" اس نے اطمینان سے جواب دیا۔

"تم اپنی ڈاکٹری اپنے پاس رکھو اگر مجھے کوئی تکلیف ہوئی بھی تو تم جیسے نیم حکیم سے رابطہ نہیں کروں گی۔" میں نے ذرا سا اس کی طرف رخ موڑتے اسے گھورنے کی کوشش کی۔

"یہ فاؤل ہے۔ دولہا دلہن چپکے چپکے باتیں کر رہے ہیں۔" یکدم ہی میری کزنز میں سے کسی نے شور مچایا۔

"تو کیا تم نے ہمیں بے شرم سمجھ رکھا ہے جو بزرگوں کی موجودگی میں بلند آواز سے باتیں کریں۔" اف! اسید کا جواب۔ سب نے اس بات کو اپنی طرف سے معنی پہناتے وہ ہاؤ ہو مچائی کہ میرے لیے سر اٹھانا مشکل ہو گیا۔

"چلو بھئی، میری بیٹی کو تنگ مت کرو۔ پہلے ہی وہ گھبرائی ہوئی ہے، اوپر سے تم لوگ مزید اسے ستا رہے ہو۔" پھپھو کا پیار ایک بار پھر میرے لیے اٹدا اور وہ میری مدد کے لیے چلی آئیں۔

"اوہو ــ ہونے والی بہو کا بڑا خیال ہے۔" کسی نے پھپھو کو بھی چھیڑا۔

"بہو کیوں؟ بیٹی ہے میری۔" پھپھو نے ایک بار پھر مجھے گلے لگایا۔ اسی پیار پیار میں وہ مزے سے میری انگلی میں اپنے بیٹے کے نام کی انگوٹھی ڈال گئیں اور میرے پاس تو اپنی حسرتوں پر آنسو بہانے کا بھی موقع نہیں تھا۔ چاہے جانے کی خواہش، میچور، ڈیسنٹ ہم سفر کی تمنا۔ سب ایک آن میں ختم۔ اسید جیسا بندہ جو عین منگنی کے روز، میرے برابر میں بیٹھ کر کوئی خوب صورت رومانٹک جملہ نہیں بول سکا، اس سے مستقبل میں کسی بھی قسم کے "منگیترازم" کی امید رکھنا بے سود ہی تھا۔

☼ ☼ ☼

"مہرو! یہ دیکھو مجھے زمان نے دیا ہے۔" کالج کی

چھت کی طرف جاتی سیڑھیوں پر بیٹھے سندس نے اپنے بیگ سے Nokia کا موبائل سیٹ نکال کر مجھے دکھایا۔

"اچھا ہے ناں؟" میری طرف سے کسی قسم کا رسپانس نہ ملنے پر سندس نے پوچھا۔

"ہوں۔"

"کیا ہوں؟ جب سے تمہاری منگنی ہوئی ہے، تم ڈھنگ سے میری کوئی بات ہی نہیں سنتیں۔" سندس خفا ہوئی۔

"سن رہی ہوں بابا! اور دیکھ بھی رہی ہوں۔ بہت اچھا سیٹ ہے لیکن زمان شاہ نے تمہیں کیوں دیا۔ تم لوگ تو پی ٹی سی ایل پر بھی بات کر لیتے ہو۔" میں نے سوچوں سے نکلتے سندس سے پوچھا۔ ویسے اس وقت مجھے خود پر ٹھیک ٹھاک رحم آ رہا تھا۔ زمان شاہ کو سندس سے چھپ کر بات کرنا پڑتی تھی پھر بھی وہ اس سے رابطے میں رہتا تھا اور اب یہ موبائل بھی عنایت کر دیا تھا۔ دوسری طرف میرے منگیتر صاحب تھے۔ نہ کوئی پابندی، نہ کوئی ظالم سماج۔ مگر منگنی کے بعد ایک بار بھی مجھے خصوصی فون نہیں کیا تھا۔ یہاں تک کہ ابھی پندرہ دن پہلے میری اٹھارویں سالگرہ پڑی تھی تب بھی معمول کی طرح پھپھو ہی تحفے تحائف لے کر آئیں۔ وہ صاحب تو مزے سے کیک اور دوسرے لوازمات سے انصاف کر کے بغیر ڈکار لیے جس طرح اپنی والدہ کا پلو پکڑ کر آئے تھے ویسے ہی واپس بھی لوٹ گئے ٹھیک ہے، میں ایک مشرقی لڑکی تھی۔ والدین نے جہاں رشتہ جوڑا تھا۔ تھوڑا بہت رو پیٹ کر صبر سے کھونٹے سے بندھ گئی تھی لیکن اب ایسی بھی "صابرہ بیگم" نہیں تھی کہ سامنے والے کی بے نیازی آسانی سے ہضم کر جاؤں۔

"سمیع بھائی کے دوست وغیرہ ان سے شکایت کرنے لگے تھے کہ رات کو جب بھی تمہارے گھر کا نمبر ملاؤ، فون انگیج ملتا ہے۔ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں پکڑی نہ جاؤں اس لیے زمان سے کہا کہ اب فون پر بات نہیں کریں گے۔ انہوں نے جواب میں یہ موبائل دلا دیا۔ اب کوئی مسئلہ نہیں جب دل چاہے گا بغیر کسی رکاوٹ کے آرام سے بات کر لیا کروں گی۔" سندس نے بتایا۔

"اور اگر کسی نے تمہارے پاس موبائل دیکھ لیا تو؟" میں نے اسے ڈرایا۔

"کوئی نہیں دیکھے گا۔ بیگ میں چھپا کر رکھوں گی۔ یہاں کالج ٹائم میں آن رکھوں گی۔ پھر آف کر دوں گی۔ گھر میں جب موقع ملے گا تب بات کر لیں گے۔" سندس کا اطمینان دیدنی تھا۔ مجھے ایک بار پھر اس پر رشک آیا۔

"ارے ہاں، زمان تم سے بات کرنا چاہ رہے تھے۔ میں نے انہیں تمہاری زبردستی کی منگنی کے بارے میں بتایا تھا۔ بہت افسوس کر رہے تھے۔ کہہ رہے تھے۔ مہرو سے میری بات کروانا۔ میرے خیال میں یہ موقع اچھا ہے تم ان سے بات کر لو۔" سندس نے کہنے کے ساتھ ہی کی پیڈ پر انگلیاں چلانی شروع کر دیں۔ اگلے ہی لمحے وہ زمان شاہ سے رابطہ کر چکی تھی۔ خود اس نے زمان شاہ سے دو چار باتیں کیں اور موبائل میرے ہاتھ میں تھما دیا۔

"السلام علیکم۔" میں بمشکل اتنا ہی کہہ پائی۔

"وعلیکم السلام۔ کیسی ہیں آپ؟ کیا حال ہے آپ کا؟" اس کی خوب صورت آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"جی، ٹھیک ہوں۔" میری مری مری سی آواز نکلی۔

"سندس سے آپ کی زبردستی کی منگنی کے بارے میں سنا۔ بہت افسوس ہوا۔ آپ کے والدین کو آپ کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ آخر آپ کی بھی کوئی رائے ہے۔ انہیں چاہیے تھا کہ پہلے آپ سے پوچھتے پھر ہامی بھرتے۔ ویسے سندس بتا رہی تھی کہ آپ کا منگیتر ڈاکٹر ہے۔ کافی ذہین اور ہینڈسم بھی ہے۔ پھر آپ کے اسے ناپسند کرنے کی کیا وجہ ہے؟ کہیں آپ پہلے سے کسی اور میں انٹرسٹڈ تو نہیں؟"

"جی نہیں، میں ایسے فضول کام نہیں کیا کرتی۔" زمان شاہ کی بات پر پتہ نہیں کیوں مجھے غصہ آ گیا اور میں بے ساختہ ہی بولی۔

محبت یا سراب از اسماء قادری

"ارے، یہ تو آپ نے بہت غلط بات کہی۔ آپ کے نزدیک کسی کو پسند کرنا، اس سے محبت کرنا فضول کام ہے۔ یعنی میں اور سندس آپ کے خیال میں فضول ہیں۔" اس نے فوراً ہی میری بات پکڑ لی۔

"نہیں، نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ یونہی پریشانی میں ایک بات زبان سے نکل گئی، آپ مائنڈ مت کریں۔" میں نے فوراً ہی اس سے معذرت کی۔ آخر کو وہ میری عزیز از جان دوست کا محبوب نظر تھا۔ جس سے سندس کی شادی ہونے کے نتیجے میں یقیناً میرا بھی واسطہ پڑنا تھا۔ بھلا اس کو ناراض کر کے میں اپنی دوست کو کیوں اپنے ہاتھ سے جانے دیتی۔

☼ ☼ ☼

"مہرہ آپی! آپ کو سمیع بھائی بلا رہے ہیں۔" میں نے کالج سے آکر ابھی کپڑے تبدیل کیے تھے کہ انیلا مجھے بلانے چلی آئی۔

"خیریت!" انیلا کے چہرے پر ایسا کچھ تھا کہ میں گھبرا گئی۔

"جی، لیکن بھائی نے کہا ہے کہ آپ کو اپنے ساتھ لے کر آؤں۔" مجھے لگا کہ انیلا مجھ سے آنکھیں چرا رہی ہے لیکن سمیع بھائی کے بلاوے پر جانا تو تھا ہی۔ مما کو اپنے پڑوس میں جانے کی اطلاع دی تو بولیں۔

"ایک تو تم دونوں دوستوں کا ایک دوسرے کے بغیر گزارا نہیں ہوتا۔ مجھے پتا ہے فرح نے آج کڑھی چاول بنائے ہیں۔ اسی لیے سندس نے تمہیں بلوایا ہے۔" مما کے لگائے اندازے پر مجھے بھی تھوڑا اطمینان ہوا۔ ایسا تو اکثر ہو ہی جاتا تھا کہ فرح آنٹی یا مما میں سے کوئی ہم دونوں کا من پسند کھانا بناتیں تو ہم دونوں دوستیں ایک دوسرے کے گھر کھانا کھا لیتے۔

مگر اصل پریشانی سمیع بھائی کی طرف سے بلاوے پر تھی۔ وہ تو عموماً اس وقت تک یونیورسٹی سے واپس ہی نہیں آتے تھے۔ میں سوچوں میں الجھی انیلا کے ساتھ سندس کے گھر پہنچی۔

"بھائی اور ممی آپی کے کمرے میں ہیں۔" انیلا نے مجھ سے کہا اور خود تیزی سے کچن میں چلی گئی۔ میں نے جھجکتے ہوئے سندس کے کمرے کی طرف قدم بڑھائے اور جوں ہی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ میرا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے ہی رہ گیا۔ کمرے کے منظر میں آنسو بہاتی سندس، سر کو پکڑے بیٹھی فرح آنٹی، سپاٹ چہرے اور سرخ آنکھوں والے سمیع بھائی کسی انہونی کے ہو جانے کا پتہ دے رہے تھے۔

"کیا؟" میں نے چند لمحوں میں ہی جان لیا۔ سندس کا کالج بیگ ایک ٹیبل پر الٹا ہوا تھا اور سمیع بھائی کے ہاتھ میں موجود موبائل سیٹ بے حد نمایاں تھا۔

"ان چیزوں کے بارے میں جانتی ہو؟" سمیع بھائی نے موبائل سیٹ کے ساتھ ہاتھ بڑھا کر ڈائمنڈ رنگ بھی میرے سامنے کی۔ میرا تو کاٹو تو بدن میں لہو نہیں والا حال تھا۔

"تم دونوں مل کر ہمیں اتنا بڑا دھوکا دے سکتی ہو، میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ کتنا اعتبار تھا مجھے تم لوگوں پر اور اس اعتبار کا کیا صلہ دیا ہے تم نے اور سندس نے مجھے اور اپنے گھر والوں کو۔ غلطی چاہے ایک کی ہو، قصوروار تو تم دونوں ہی ٹھہرائی جاؤ گی۔ تمہاری اتنی گہری دوستی، دن رات کا ملنا جلنا۔ تو یہ تو میں کسی صورت نہیں مان سکتا کہ سندس جو کچھ کر رہی تھی۔ تم اس سے لاعلم تھیں۔" سمیع بھائی کی باتیں میں دم سادھے سن رہی تھی۔ کہنے کو کچھ رہا ہی نہیں تھا۔ سندس بمع ثبوت کے پکڑی گئی تھی۔ کیسے؟ یہ تو مجھے نہیں معلوم تھا لیکن اب شامت سامنے نظر آ رہی تھی۔

"ابھی عمر ہی کیا ہے تمہاری جو تم ایسے چکروں میں پڑی ہو۔ صرف بی ایس سی پارٹ ون کی اسٹوڈنٹ ہو اور حرکتیں اتنی بڑی بڑی۔" سمیع بھائی کی مخاطب اس بار صرف سندس تھی جسے وہ سخت لہجے میں سرزنش کر رہے تھے۔

"میں نے کوئی غلط حرکت نہیں کی۔ میں اور زمان شاہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور یہ کوئی جرم

نہیں۔" یکدم ہی سندس رونا بند کر کے دلیری سے بولی تھی۔

"مجبوری اوپر سے سینہ زوری' زبان کاٹ دوں گی میں تیری۔" فرح آنٹی نے غضب ناک ہو کر سندس کو ایک زوردار تھپڑ رسید کیا۔

"ممی! آپ چھوڑدیں اسے۔ اس پر عشق کا بھوت سوار ہے۔ یہ بھوت کوئی اور نہیں خود زمان شاہ اتار دے گا اس کے سر سے۔" سمیع بھائی نے آنٹی کو پکڑ کر سندس سے دور ہٹایا۔

"یہ لو' آج کا پورا دن اور رات تمہاری۔ تم جتنی دیر چاہے زمان شاہ سے بات کر سکتی ہو۔ بس صرف اتنی کرنا ہے کہ اسے اس بات پر راضی کر لینا کہ وہ اپنے ماں باپ کو تمہارا رشتہ لینے ہمارے گھر بھیجے۔ اگر وہ لوگ جھوٹے منہ بھی یہاں آگئے تو یہ میرا وعدہ ہے۔ میں تم دونوں کی شادی کروادوں گا۔ لیکن مجھے یقین ہے' ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ کیونکہ جتنا میں زمان شاہ کو جانتا ہوں۔ تم نہیں جانتیں۔ وہ ایک بگڑا ہوا رئیس زادہ ہے۔ جس نے یونیورسٹی میں ایڈمیشن صرف تفریحاً" لیا ہے۔ اس کا ہر دوسرے دن ایک نئی لڑکی سے افیئر چلتا ہے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس کا یہاں صرف ایک دفعہ آنا یہ گل کھلائے گا تو میں کبھی اسے اپنے گھر کا ایڈریس نہیں دیتا۔ تمہیں اس سے عشق کا دعوا ہے تو جو میں نے کہا ہے' وہ اس سے منوا کر دکھا دو۔ اگر زمان شاہ بارات لے کر یہاں آگیا تو تم میرے منہ پر تھوک دینا۔ ویسے بھی تمہارا میرا تعلق تو آج سے ہمیشہ کے لیے ختم ۔ مجھے بہت مان تھا تم پر' تم نے میرا مان توڑ دیا پھر بھلا کسی رشتے کو جوڑے رکھنے کا کیا جواز۔" سمیع بھائی فرح آنٹی کو اپنے ساتھ لے کر باہر نکل گئے۔ میں اس دوران دیوار سے ٹیک لگائے تھر تھر کانپتی رہی تھی۔ سمیع بھائی کا یہ روپ میں نے زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا ورنہ وہ تو ہمیشہ بہت نرم لہجے میں بات کرتے تھے۔

"کیا ہوا تھا؟ سمیع بھائی کو کیسے پتہ چلا زمان شاہ کے بارے میں۔" ان لوگوں کے باہر جاتے ہی میں لپک کر سندس کے قریب آئی۔

"زمان آئے تھے مجھے ڈراپ کرنے۔ سمیع بھائی اتفاق سے یونیورسٹی سے جلدی واپس آگئے بس سے اترتے انہوں نے مجھے اور زمان کو ساتھ دیکھ لیا۔ گھر آ کر وہ مجھ سے اس بارے میں پوچھ ہی رہے تھے کہ میرے بیگ میں موبائل بج اٹھا۔ پتہ نہیں کیسے آج میں گھر آنے سے پہلے موبائل سائلنٹ پر کرنا بھول گئی تھی۔ بس سمجھو' سارے برے اتفاقات ایک ساتھ ہی ہوتے چلے گئے۔ سمیع بھائی نے میرے بیگ کی تلاشی لے کر موبائل اور انگوٹھی دونوں برآمد کر لیے بس پھر پہلے ممی کو بلایا بعد میں تمہارے لیے پیغام بھیجا۔" سندس نے مجھے تفصیلات سنائیں۔

"تمہیں ڈر نہیں لگا سندس! میری تو جان ہی نکل گئی سمیع بھائی کا غصہ دیکھ کر اور تم ہو کہ اتنے آرام سے زمان شاہ سے محبت کا اعتراف کر رہی تھیں۔" میں نے جھرجھری لیتے سندس سے پوچھا۔

"پہلے تو میں بھی ڈر گئی تھی لیکن پھر سوچا کہ ایک نہ ایک دن تو اس بات کو سامنے آنا ہی تھا' اب جب بات سامنے آگئی ہے تو کیوں نہ صاف صاف ہی سب کچھ بتا دیا جائے۔ دیکھو۔ سمیع بھائی خود مجھے اجازت دے کر گئے ہیں زمان سے بات کرنے کی۔" وہ فخر سے بولی۔

"اور وہ جو انہوں نے کہا ہے' وہ تم سے ہمیشہ کے لیے تعلق توڑ لیں گے۔" میں نے اسے سمیع بھائی کے الفاظ یاد دلائے۔

"کچھ نہیں ہو گا۔ ایک بار میری زمان سے شادی ہونے دو۔ سب لوگ میرے آگے پیچھے گھومیں گے۔ زمان شاہ کی حیثیت سارے دعووں کو بھلا دے گی۔" سندس نے گویا اپنے کان سے مکھی اڑائی۔

"اچھا تم فون تو کرو زمان شاہ کو۔" سمیع بھائی کے چیلنج کو سوچتے میں نے سندس سے کہا تو وہ موبائل پر زمان شاہ نمبر ملانے لگی۔

"انہوں نے اپنا موبائل آف کر رکھا ہے۔" کافی دیر کوشش کرنے پر سندس نے منہ لٹکا کر بتایا۔

"اچھا' چلو رات میں کر لینا۔ فی الحال میں گھر جا رہی ہوں۔ پھر جو بھی بات ہو' مجھے بتانا۔" میں گھر لوٹ

آئی۔ شام سے رات تک کئی بار میرا دل چاہا کہ سندس کے پاس جا کر زمان شاہ سے ہونے والی بات کے بارے میں پوچھوں لیکن ہمت نہ ہو سکی۔ فرح آنٹی اور سمیع بھائی کی شکایتی نظریں بار بار میرے تصور میں آ کر میرے ارادے کو کمزور کر دیتی تھیں۔

☼ ☼ ☼

"مہپورہ! جلدی کرو یار! دیر ہو رہی ہے۔" اسید کی آواز پر میں نے جلدی جلدی اپنی کتابیں سمیٹیں اور باہر کی طرف دوڑ لگائی۔

"اتنی آوازیں لگاتے ہیں کہ میرے ہاتھ پاؤں پھولنے لگتے ہیں۔" میں نے اسید کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے خفگی سے کہا۔

"آوازیں تو اس لیے لگاتے ہیں کہ تمہارا چہرہ زیادہ دیر نظروں سے اوجھل رہے 'یہ ہم سے برداشت نہیں ہوتا۔" گاڑی آگے بڑھاتے اسید نے میرے چہرے پر ایک محبت بھری نگاہ ڈالی۔

"رہنے دیں 'سب کہنے کی باتیں ہیں 'اصل جلدی تو اس بات کی ہے کہ جلد از جلد یونیورسٹی 'پہنچیں تاکہ میموں کا دیدار کر سکیں۔" میں نے جواباً" اسید کو چھیڑا۔

"جو بات تم میں ہے وہ میموں میں کہاں۔ ہم تو ان کی نیلی آنکھوں میں بھی تمہاری سیاہ آنکھیں ڈھونڈتے رہتے ہیں۔" اسید کا انداز ٹھیٹ عاشقوں والا تھا۔ یوں ہی ہنستے مسکراتے انہوں نے گاڑی میرے مطلوبہ مقام تک لے جا کر روکی۔

"اچھا بھئی اللہ حافظ۔" "پھر لنچ ٹائم میں ملیں گے۔" میں نے گاڑی کا دروازہ کھول کر اترتے ہوئے اپنا روزانہ کا جملہ دہرایا۔

"یار مہپورہ! بات تو سنو۔" اسید نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے مجھے روکا۔

"جی!" میں پلٹی۔

"اتنے دنوں سے انگریزوں کے ملک میں ہو 'کبھی ان کی طرح گڈ بائے ہی کہہ دیا کرو۔" انہوں نے باہر دکھائی دیتے ایک انگریز جوڑے کی طرف اشارہ کرتے

خواتین ڈائجسٹ
کی طرف سے بہنوں کے لیے
4 نئے ناول
شائع ہو گئے ہیں

آج گگن پر چاند نہیں
مصنفہ: رضیہ جمیل
قیمت 180/ روپے

تم آخری جزیرہ ہو
مصنفہ: آمنہ ریاض
قیمت: 150/ روپے

دل سے نکلے ہیں جو لفظ
مصنفہ: فرحت اشتیاق
قیمت: 150/ روپے

پھلاں دے رنگ کالے
مصنفہ: فائزہ افتخار
قیمت: 180/ روپے

خوبصورت سرورق، دیدہ زیب طباعت
آفسٹ پیپر، مضبوط جلد

منگوانے کا پتہ
مکتبۂ عمران ڈائجسٹ، 37 اردو بازار
کراچی

کہا تو میرے رخسار شرم سے سرخ پڑ گئے۔ کبھی مجھے اسید سے شکوہ ہوا کرتا تھا کہ وہ رومانٹک نہیں اور اب میں ان کے جب۔ جبکہ رومانس بگھارنے پر پزل ہوئی جاتی تھی۔

میری پانچ سال پیچھے کی زندگی اور موجودہ زندگی میں بہت بڑا انقلاب آیا تھا اور یہ انقلاب سندس کی کہانی کے مرہون منت تھا۔ جس طرح اس کی زندگی میں شروع ہونے والی لو اسٹوری نے مجھے فینٹسی میں مبتلا کیا تھا ویسے ہی اس لو اسٹوری کا انجام مجھے اس فینٹسی سے باہر بھی لے آیا تھا۔ سندس کی لو اسٹوری اسی روایتی انجام سے دوچار ہوئی تھی جو کچی عمر میں ماں باپ کی آنکھوں میں دھول جھونک کر کی جانے والی محبتوں کی تقدیر میں لکھا ہوتا ہے۔ زمان شاہ نے سمیع بھائی کی پیشن گوئی کے عین مطابق سندس کے شادی کے مطالبے پر صاف انکار کر دیا تھا۔ سندس کو ایک طرف زمان شاہ کی بے وفائی رلاتی تھی تو دوسری طرف گھر والوں کا سرد رویہ مارے ڈالتا تھا۔ خصوصاً" سمیع بھائی کی بے رخی نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔ سمیع بھائی نے اپنا مان توڑنے پر سندس کو کبھی معاف نہیں کیا تھا۔ فرح آنٹی اور انکل بھی اس سے سخت بدگمان تھے۔ اسی نفرت بھری فضا میں سندس کے لیے اس کے دور پرے کے رشتے داروں میں سے پرپوزل آیا تو گھر والوں نے بنا کوئی چھان بین کیے فوراً" رشتہ طے کر کے اس کی شادی کر دی۔ سندس کا میاں اس سے کئی سال بڑا، معمولی شکل و صورت کا مالک، ایک عام سا شخص ہے۔ جسے اپنی بے انتہا خوب صورت اور کم عمر بیوی پر بالکل بھروسا نہیں۔ وہ اس بات پر حیران ہوتا ہے کہ سندس کے گھر والوں نے اتنی حسین لڑکی کے لیے اس کا رشتہ کیسے قبول کر لیا اور یہ حیرانی اسے شک میں مبتلا کرتی ہے۔ سندس کی زندگی کے اس رخ سے صرف میں واقف ہوں۔ اپنے گھر والوں سے اس نے کبھی کوئی شکوہ نہیں کیا۔ وہ ان کی طرف سے دی گئی سزا کو بہت خاموشی سے سہ رہی ہے۔

دوسری طرف میں ہوں۔ میں تو یوں بھی پڑھنے لکھنے کی شروع ہی سے شوقین تھی، لیکن سندس پر گزرے حادثے نے مجھے پل بھر کو بھی بھٹکنے نہیں دیا۔ اپنی تعلیم میں مگن نہ تو مجھے اسید کی بے نیازی نے کبھی ستایا، نہ الٹی سیدھی خواہشات نے میرا راستہ کھوٹا کرنے کی کوشش کی۔ اس انہماک اور دلچسپی سے پڑھنے کا نتیجہ تھا کہ میں نے ایم ایس سی میں ٹاپ کیا اور مجھے اسکالرشپ مل گئی۔ اسید کا ایم بی بی ایس بھی اس دوران مکمل ہو گیا تھا سو ہمارے بڑوں نے فیصلہ کیا کہ یہی وہ مناسب وقت ہے کہ اب ہم دونوں کو ایک کر دیا جائے۔ شادی کے فوراً" بعد میں اور اسید انگلینڈ آگئے جہاں میں نے ایم فل میں ایڈمیشن لے لیا اور اسید اسپیشلائزیشن کر رہے ہیں۔ زندگی میں مجھے اتنا کچھ ملا ہے جس کا میں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ مجھ جیسی مڈل کلاس لڑکی اس مقام پر کیسے پہنچی، جب بھی اس بات کو سوچوں تو ایک ہی وجہ سمجھ میں آتی ہے، میرے قدموں میں کسی کے ٹوٹے مان کی کرچیاں نہیں، میرے دامن پر کسی نافرمانی کا داغ نہیں، میں نے دوسروں کے تجربوں سے خود کو سنبھالنے کا گر سیکھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ میرے بزرگوں کی دعائیں ہر قدم پر میرے ساتھ رہیں۔ دعاؤں سے بڑھ کر کوئی زادِ راہ نہیں۔ میں نے یہ بات بہت جلد سمجھ لی۔ کاش کہ ہر لڑکی سمجھ سکے۔ سندس کی طرح خود کو تجربات کی بھینٹ چڑھانے والی لڑکیوں کا سب سے بڑا المیہ یہی ہوتا ہے کہ وہ دعاؤں سے محروم ہو جاتی ہیں اور یقین کریں زندگی میں اس سے بڑھ کر کوئی محرومی نہیں۔